یہ کتاب اور دیگر ہر قسم کی کتابیں خواجہ بک ایجنسی حلقہ نمبر ۲۵ لاہور سے طلب کریں

ظفر برادرس تاجران کتب لاہور کا سلسلہ تالیفات نمبر ۷

سعد زاغلول پاشا

جس میں

مشہور مصری محب وطن۔ رئیس الاحرار مصر۔ سعد زاغلول پاشا
کی ملکی و قومی خدمات کے کارنامے اور اس کی پولیٹکل زندگی کے
حیرت انگیز واقعات۔ اور عربی پاشا اور شیخ محمد عبدہ جیسے فدکاران
ملت اور بیگم زاغلول پاشا (صفیہ خانم) جیسی آزاد و حق گو اور
جواں ہمت و شیر دل عورت کی جانبازانہ جد و جہد کے علاوہ
دیا سیاسیات مصر کے متعلق بھی دلچسپ کوائف درج ہیں +

مؤلفہ

محمد الدین فوق

مطبوعہ جارج سٹیم پریس لاہور باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر

سعد زغلول پاشا

(از جناب مولوی سراج الدین احمد صاحب پال ایم۔ اے امرتسری)

آجکل حالات مصر جو صورت اختیار کر رہے ہیں۔ اس میں سعد زاغلول پاشا کا نام بہت نمایاں ہو رہا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ عام اہل ہند کی واقفیت کیلئے اُن کے حالات اُردو میں شائع کئے جائیں۔ چنانچہ مضمون مذکور کا ملخص حسب ذیل ہے:۔

مصر کے علمبرداران حریت کا وجود مسئلہ مصر کے تصفیہ کے لئے انگلستان میں وارد ہوا تھا وہ پچھلے دنوں جب وطن واپس آیا تو رئیس وفد یعنی نہضۃ مصریہ کے قائد اعظم سعد زغلول پاشا کے خیر مقدم میں مصریوں نے جو مظاہرات کئے وہ ایسے موثر و مہیب تھے۔ کہ سرزمین فراعنہ نے باوجود اپنی ہمہ پیرانہ سالی اُنکی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ مادر وطن کا کوئی فرزند ایسا نہ تھا جس نے ان مظاہروں میں حصہ نہ لیا ہو امراء و وزرا سے لیکر ادنیٰ ترین افراد تک ان میں شریک تھے۔ اور نظارہ اسقدر اثر خیز تھا۔ کہ قلم بیان سے عاجز ہے صرف اسقدر کہدینا کافی ہوگا کہ ان تاریخی ایام میں ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک حرکت محسوس ہو رہی تھی۔ اور اہل مصر کے دلوں سے مسرت و ولولہ کا ایک دریا اُمڈ رہا تھا۔

مگر یاد رہے کہ سعد زغلول کو جو عظمت و جلال نصیب ہوا ہے۔ وہ کسی طرح بھی اسکے استحقاق سے زیادہ نہیں جن اقوام میں اس قسم کے رہنما پیدا ہوں۔ انکا حق ہے کہ ان پر فخر و ناز کریں۔ ایسے محبان وطن کی توقیر و تعظیم سے اصل میں قوم اپنی عزت میں چار چاند لگاتی ہے۔ اور انکی رفعت شان سے خود انکی اپنی شان دوبالا ہوتی ہے۔ نظر حقیقت سے دیکھا جائے۔ تو سعد زغلول کیا ہیں مصر حاضرہ کی حرکت وطنیہ کا ایک عنوان ہیں اور انکی شخصیت اس تحریک کی تاریخ مصائب و آمال کا ایک مجموعہ ہے۔

اس شخص نے وطن عزیز کی جو خدمات جلیلہ انجام دی ہیں۔ وہ تاریخ مصر کے صفحات پر زریں حروف میں لکھی جائیں گی۔ آیندہ نسلیں جب آزاد کنندگان اقوام کا نام لیا کرینگی تو آئرلینڈ کے آکونل اور اٹالیہ کے گیری بالڈی اور ترکی کے مصطفےٰ کمال پاشا کے ساتھ یقیناً سعد زغلول کا نام بھی لیا جائیگا یہ لوگ اس جماعت صالحہ کیساتھ تعلق رکھتے ہیں جو حق پر ظلم ہو جاتی ہے۔ تو جبتک اسے رونق و سربلند نہ کر لے

اطمینان قلب نہیں پاتی۔ قوموں کی رہنمائی یا لیڈری اعمال بشریہ میں سے مشکل کام ہے اس کام کی مشکلات اور بھی بڑھ جاتی ہیں جب کوئی شخص سعد زغلول کیطرح کسی ایسی امت کا قائد ہو جو وقت جرح اور انتکال و ادبار کے گرداب میں پھنسی ہو اور وہ اکیلا اسی فضا میں خود اٹھنے اور دوسروں کو اٹھانیکی جدوجہد کر رہا ہو جبکہ سیاسی پیچیدگیاں اور لوگوں کی نفسانیتوں نے فاسد کر رکھا ہو اور پھر ان حالات میں ثبات قلب وجرأت واستقامت کے سوا اور کوئی اسکا مددگار نہ ہو سعد زغلول ایسے ہی میدان میں سینہ سپر رہا ہے اور یہی اسلحہ ہیں جن سے اس نے کام لیا ہے۔ اسکا دل حب وطن اور زراعتہ وشجاعت سے معمور ہے وہ جب مقدس ترین حقوق یعنی آزادی کے مطالبہ کیلئے کھڑا ہوا تو خطرات مصائب کی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔

امم وشعوب کی زندگی کا انحصار ان رہنماؤں پر ہوتا ہے جو ان کے صحیح ترجمان ہوتے ہیں۔ اور جن کے قلوب کو اپنے لوگوں کی امنگوں اور خواہشوں کا خوب احساس وشعور ہوتا ہے جب خدائے قدوس کسی جماعت کو اس قسم کا رہنما عطا کرے تو گویا اسے کامیابی وفلاح کی بشارت ملگئی مشرق نے بھی کروٹ بدلی ہے۔ وہ اپنے حقوق کا طالب اور استقلال کا خواہاں ہے۔ اس بغضتہ مشرقیہ کے علمبرداروں میں مصری اور ترک سب سے پیش پیش ہیں۔ اس علم حریت پر بحروف جلیہ یہ کلمات تحریر ہیں "اقوام افراد کی طرح اس لئے پیدا ہوئی ہیں۔ کہ آزادی سے زندگی بسر کریں" ان قوموں کے حالات بقیہ اقوام مشرق کے لئے سبق آموز ہیں۔

اس وقت مشرق کو ایسے نیک دل رہنماؤں کی ضرورت ہے۔ جو خدمت عمومیہ وپبلک سروس کے معنی سمجھتے ہوں۔ ہمیں ایسے رہبروں کی حاجت ہے۔ جو حمایت حق کی راہ میں خطرات ومصائب سے ہرگز خائف نہ ہوں۔ اور جن کی قوت جہاد مشکلات کے مقابلے میں کم ہونے کی بجائے اور بھی زیادہ ہوتی جائے۔ سعد زغلول ان صفات کا ایک نمونہ ہیں۔ ان کی زندگی عبر ونصائح کا ایک خزینہ اور فرائض وطن کی انجام دہی کے لئے ایک قبلہ نما ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سعد زاغلول پاشا

پیدائش اور تعلیم و تربیت

ٹھیک اُس زمانہ میں جبکہ مصر اپنی آزادی کی آخری گھڑیاں گن رہا تھا۔ اور اسمعیل پاشا خدیو مصر اپنی عیاشیوں اور فضول خرچیوں کی بدولت مصر کو غلام بنانے اور سلطنت برطانیہ کے پاس شہر سویز کے ساتھ ہی مصری حقوق کو بھی فروخت کرنے کے سامان کر رہا تھا۔ ٹھیک اسی زمانہ میں جبکہ فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی کے قلعہ جات کا بزدل اور عیش پرست جانشین اسمعیل پاشا دُنیا کے دروازہ (مصر) کو مسلمانوں کے لئے جو اس مُلک کو جزیرۃ العرب خلافت اسلامیہ اور سلطنت عثمانیہ کے بقا کا باعث ہونے اور اہل بیت اور اصحابہ کے بیشمار مزارات کی موجودگی کی وجہ سے مقدس مقامات کا جزو سمجھ رہے ہیں۔ بند کر رہا اور اپنی ناعاقبت اندیشیوں کی وجہ سے مصر کی تاریخی عظمت کو مٹا رہا تھا۔ ہاں ٹھیک اُسی زمانہ میں جبکہ انیسویں صدی اپنی اُنسٹھ منزلیں طے کر چکی تھی۔ سعد زاغلول پاشا ۱۸۶۰ء میں بلدہ ابیانہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں عام بچوں کی طرح چھ سال کھیل کود اور بچپن کی عیش بہاریں بسر کئے۔ ساتواں سال شروع ہوتے ہی اپنے قصبہ کے سکول میں تعلیم کے لئے داخل ہونا پڑا۔

پانچ سال یعنی بارہ برس کی عمر تک ابتدائی قرات و کتابت کی تعلیم پائی۔

ذہن مبداء فیض سے اچھا پایا تھا۔ اس لئے اور طالب علموں سے پیش پیش رہتے تھے۔ اور استاد بھی اپنے ہونہار شاگرد سے نہایت شفقت سے پیش آتا تھا۔

مقامی سکول سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد وسوق کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ جہاں شیخ عبداللہ عبدالعظیم سے قرآن شریف کی تجوید کی۔ لیکن جو نادر الوجود ہستی جانباز حریت کے خطاب کی مستحق تھی اور جو غیر معمولی دل و دماغ لیکر عالم وجود میں آئی تھی۔ اُس کی بلند خیالیاں اور بلند پروازیاں چھوٹے چھوٹے مواضعات اور معمولی قصبات میں اُس کو کس طرح محدود و مقید رکھ سکتی تھیں۔ چنانچہ اس عالی ہمت طالب علم کا شوق علم اُسے جامع ازہر میں لے گیا۔ جو نہ صرف قاہرہ (مصر) کی اسلامی یونیورسٹی ہے۔ بلکہ دنیائے اسلام کا سب سے نامور دارالعلوم ہے۔ اس زمانہ میں علامہ جمال الدین افغانی اور اُن کے شاگردان رشید شیخ محمد عبدہ۔ علامہ بلیاوی جاجوری اور شیخ عبدالکریم سلیمان کی علمی و ادبی قابلیتوں سے جامع ازہر کی شہرت فضائے اسلام میں پر لگا کر اڑ رہی تھی۔ ان عالمان دین اور ایسے جلیل القدر بزرگان اسلام کی فیض صحبت نے مس کو طلا۔ خاک کو اکسیر گوہر کو گوہر نایاب۔ دُر کو دُر بے بہا اور قابل کو قابل تر بنا دیا۔

شیخ محمد عبدہ آپ کے اُستاد

شیخ محمد عبدہ جمال الدین افغانی کے قابل فخر شاگرد اور سعد زاغلول کے شفیق اُستاد تھے۔ ان کی علمی صحبتوں اور علمی بحث مباحثوں نے سعد کی ذکاوت و ذہانت کو تمام مصر میں مشہور کر دیا۔ درس توحید۔ فلسفۂ تاریخ۔ قدمائے فلاسفہ کی کتب کا مطالعہ یہ آپ کا روزانہ مشاغل تھے۔ شیخ محمد عبدہ جامع ازہر

نوٹ:۔ محرک اعظم علامہ جمال الدین افغانی کی سوانح عمری ظفر برادرس تاجران کتب لاہور سے قیمت سہ پر مل سکتی ہے۔

میں قرآن پاک کا درس دیتے تھے۔ اور اصول جدیدہ سے آیات کی تفسیر کرتے تھے۔ اُن کی ساری عمر اسی جدوجہد میں گذری کہ بدعتیں میٹ دی جائیں دلوں میں اسلام کا خالص جوش پیدا ہو۔ اسلامی علوم کی تعلیم جدید طرز پر دی جائے۔ اپنے ملک و اہل ملک کی غلامی و ذلت اور اپنے ملک کو اغیار کے پنجہ میں گرفتار دیکھ کر انہیں بہت صدمہ پہنچتا تھا۔ آزادیٔ مصر کی خواہش ہمیشہ اُن کے دل میں موجزن رہی۔ انہیں خیالات کی وجہ سے عربی پاشا کی بغاوت کے جرم کی شرکت میں تین برس کیلئے ملک بدر کئے گئے۔ اُن دنوں آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ یہ ایام جلاوطنی آپ نے فرانسیسی زبان سیکھی۔ اور اس میں تحریر و تقریر کی قابلیت پیدا کی۔ واپسی پر خدیو مصر (توفیق پاشا) نے پہلی محکمہ قضا میں جج پھر جامع ازہر کا ٹرسٹی اور بعد میں ۱۳۱۷ھ میں مصر کا مفتئے اعظم مقرر کیا۔ اسی عہدہ پر آپ نے ۵ ربیع الآخر ۱۳۲۳ھ کو وفات پائی۔

جو خوبیاں اُستاد میں تھیں۔ جو تمنائیں علم کی ترویج اور ملک کی متبدل تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کے متعلق محمد عبدہ کے دل میں تھیں۔ جو ولولے اصلاح وطن اور آزادیٔ وطن کے لئے مفتی اعظم کے دل میں اٹھتے تھے۔ انہی جذبات احساسات سے اُن کے قابل شاگرد سعد کا سینہ بھی لبریز رہتا تھا یہی تمنائیں انہوں نے اپنے استاد سے ورثہ میں پائی تھیں۔ بلکہ پالٹیکس میں تو وہ اپنے قابل عزت استاد سے بھی بہت آگے بڑھ گئے۔ جیسا کہ اُن کے حالات سے معلوم ہوگا۔

سعد زاغلول ایڈیٹر کی حیثیت میں

مصر کے منتخب دل و دماغ اور بہترین دماغی نچوڑ کی ہر وقت کی علمی صحبتوں نے سعد کے علمی و ملکی معلومات میں رفتہ رفتہ یہاں تک ترقی کی کہ جب سرکاری گزٹ المعروف "الوقائع المصریہ" کے ایڈیٹر اُن کے نامور استاد شیخ محمد عبدہ رہ چکے تھے۔ اسی نامور اخبار کے ایڈیٹر سعد بھی مقرر ہو گئے۔ ہر چند اخبار

سرکاری تھا۔ مگر مصر کا سرکاری گزٹ ہمارے ہندوستان کے سرکاری اخباروں کی طرح نہیں ہے۔ کہ وقائع ملکی کا اُس میں ذکر تک نہ ہو۔ بلکہ اُس میں مُلکی حالات کا ذکر بھی ہوتا تھا۔ گو لب ولہجہ معتدل ہوتا تھا۔ آپ پندرہ ماہ تک صحافت نگاری کے فرائض نہایت کامیابی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ استبدادیت کے خلاف زبردست مقالات تحریر کئے جس سے مصر میں دھوم مچ گئی۔ اور آپ کی علمی قابلیت اور وسعت معلومات کا سکہ ہر طرف بیٹھ گیا۔ میدان صحافت میں قدم رکھتے ہی زبان کی تنقید و تہذیب میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ اس میں بلاغت و سلاست پیدا کی۔ اور اپنی آزاد نگاری سے نوجوان دلوں میں ملکی خدمات کی اُمنگیں پیدا کر دیں۔

الوقائع المصریہ کے علاوہ جریدۂ مصر۔ البرہان۔ المحروسہ اور التجارۃ جیسے مشہور و معروف اخبارات میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے جو مصری قوم پرستوں کے لئے سونے پر سہاگہ ثابت ہوئے۔ مصر کے کونے کونے میں آزادئ وطن کے نعروں کی آواز گونجنے لگی۔ جذبات ملیہ کے اسی قسم کے مضامین نے علمی و سیاسی حلقوں میں آپ کی حیثیت کو ممتاز ترین بنا دیا۔

سرکاری خدمات کی ابتداء

صحافت نگاری کے بعد آپ نظارت داخلیہ میں اسسٹنٹ مقرر ہوئے۔ اور یہاں تک ترقی کی کہ محکمۂ قضایا کے وزیر نامزد ہو گئے۔ گو بظاہر آپ سرکاری عہدہ دار تھے۔ مگر ان سرکاری عہدوں پر رہکر بھی آپ وہی کام کرتے تھے جو پبلک کے مفید مطلب ہوتے تھے۔ اس منصب جلیلہ پر سرافراز ہوئے ابھی دو ماہ سے زیادہ عرصہ بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ ۱۸۸۲ء میں مصر میں ایک افسوسناک فساد شروع ہوا جس کے سرگردہ احمد عرابی پاشا مشہور مصری قوم پرست تھے۔

احمد عربی پاشا

توفیق پاشا خدیو مصر کے زمانہ میں مصریوں اور چرکسیوں افسروں کی دو پارٹیاں تھیں عربی پاشا مصری افسر تھے۔ انہوں نے چرکسی وزیر جنگ عثمان رفقی کے خلاف اپنے ہم قوموں کی ہمیشہ حمایت کی۔ یورپین مشیر جن کی تعداد مصر میں روز بروز بڑھ رہی تھی۔ وہ مصریوں کے خلاف چرکسیوں کی حمایت کرتے تھے۔ اُن کے ایماء سے عربی پاشا وغیرہ قوم پرست قید کر دیئے گئے جس پر فوج بگڑ گئی اور اپنے افسروں کو جبراً جیل سے نکال لائی۔ آخر عثمان رفقی وزارت جنگ سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ محمود پاشا سامی جو مصری قوم پرست پارٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ وزیر جنگ مقرر کئے گئے لیکن دراندازوں نے فتنہ از سر نو جگا کر فوج کے سکون میں پھر حرکت پیدا کی۔ اور عربی پاشا کو قتل اور محمود پاشا کو معزول کرانے کی تدابیر سوچی گئیں۔ عربی پاشا تو بچ گیا۔ مگر محمود پاشا معزول ہو گئے اور اُن کی جگہ داؤد پاشا وزیر جنگ ہوئے۔ جنہوں نے مصری افسروں پر اس قدر سختی کی کہ ریاض پاشا کی وزارت سے عام نفرت پیدا ہو گئی۔ اور ۹ ستمبر ۱۸۸۱ء کو عربی پاشا مصری فوجیں خدیوی محل کے سامنے لے گیا۔ اور وزیر اعظم ریاض پاشا کو برطرف کرنے۔ پارلیمنٹ کے قیام اور سلطانی فرمان کے مطابق ۱۸ ہزار تک فوج کی تعداد رکھنے کا مطالبہ کیا۔ خدیو نے تمام مطالبات منظور کر لئے اور شریف پاشا کو وزیر اعظم کر دیا۔

عربی پاشا کی جماعت میں اس کے نامور ساتھی شیخ محمد عبدہ اور سعد زاغلول پاشا علی فہمی بے۔ اور عبد العال وغیرہ اس کی ہر تحریک کو کامیاب بنانے میں پوری سرگرمی سے کام لیتے تھے۔

اس قوم پرست جماعت کے اصول یہ تھے۔ ترکی سیادت کا اعتراف خدیو کی اطاعت جب تک کہ وہ ۱۸۸۱ء کے وعدوں پر قائم رہیں۔ مذہبی و

سیاسی آزادی۔ قانون کی نظر میں تمام مصریوں کی مساوات اور پارلیمنٹ کا قیام۔ تعلیم کی تعمیم پر ۱۸۸۲ء میں مصر میں پھر انقلاب پیدا ہوا۔ شریف پاشا کی وزارت مستعفی ہو گئی۔ اور اُس کی بجائے خالص قوم پرست وزارت قائم ہوئی۔ جس کے صدر محمود پاشا سامی اور وزیر جنگ خود عربی پاشا تھے۔ اس انقلاب سے اہل مصر تو بہت خوش ہوئے۔ مگر انگلستان اور فرانس دونوں نے مشہور کر دیا۔ کہ یورپین آبادی سخت خطرہ میں ہے۔ اور محمود پاشا اور عربی پاشا خدیو کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ امن و امان کے بہانے اسکندریہ میں انگریزی و فرانسیسی بیڑے توپیں تانے ہوئے آموجود ہوئے۔ اور دونوں نے خدیو سے مطالبہ کیا کہ عربی پاشا جلا وطن کیا جائے اور اُس کے ہمراہی نظر بند کئے جائیں اور وزیر اعظم مستعفی ہو۔ خدیو نے تو ان احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا مگر عربی پاشا کی غیرت و خودداری نے یہ ذلت قبول نہ کی۔ چنانچہ خدیو اور وزیر جنگ میں علانیہ مخالفت ہو گئی۔ خدیو کی مدد پر انگریز اور فرانسیسی تھے۔ اور عربی پاشا کے ساتھ تمام قوم اور فوج تھی۔ اُدھر انگریزی اخباروں اور مدبروں نے اہل ملک کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے شور مچا دیا کہ مصری مسلمان متعصب ہیں اور عیسائیوں کا قتل عام کرنا چاہتے ہیں۔

۱۱ جنوری ۱۸۸۲ء کو انگریز امیر البحر نے اسکندریہ کے قلعوں پر اپنی توپوں کے دہانے کھول دیئے۔ اور ۱۲ جولائی کو شہر پر گولہ باری شروع ہو گئی۔ توفیق پاشا اسکندریہ کے شاہی محل سے نکل کر برٹش پناہ میں آگیا۔ اور عربی پاشا کو مطلع کیا کہ انگریزوں سے صلح ہو گئی ہے۔ جنگی تیاریاں موقوف کر دو۔ اور ملاقات کے لئے میرے پاس آؤ۔ عربی پاشا نے صلح کی شرائط طلب کیں۔ اور ملنے سے انکار کر دیا۔ توفیق پاشا نے انگریزوں کے ایما سے عربی پاشا کی موقوفی کے احکام صادر کئے۔ عربی پاشا کو جب اپنی موقوفی کا علم ہوا۔ تو اُس نے اس حکم کو بالکل مسترد کر دیا۔ اور فوجوں کو مدافعت کے لئے ساحلوں کی طرف روانہ

ہونے کا حکم دیا۔ لیکن ابھی فوجیں ساحلوں تک پہنچی بھی نہیں تھیں۔ کہ انگریزی بیڑہ نہر سویز پر قابض ہو کر یونین جیک جھنڈا لہرانے لگا۔ یہ واقعہ ۲۰ اگست ۱۸۸۲ء کا ہے۔

سعد زاغلول پاشا پر فساد و بغاوت کا الزام

جب انگریزوں نے قاہرہ پر بھی قبضہ کر لیا اور تمام مصر اُن کے تسلط میں آ گیا۔ تو عربی پاشا گرفتار کر لیا گیا۔ تحقیقات تفتیش اور سزا دہی کے لئے عدالت بیٹھی جس نے اُس کو جزیرہ لنکا (سیلون) میں جلاوطن کر دیا کئی سال تک عربی پاشا جلاوطنی کی حالت میں رہے۔ کچھ عرصہ ہوا اُن کو مصر میں واپس جانے کی اجازت مل گئی تھی۔ اب وہاں اُن کا انتقال ہو چکا ہے لہ

عربی پاشا کے ہمراہیوں کو بھی مختلف سزائیں ملیں۔ شیخ محمد عبدہ مصر کے مفتی اعظم تین سال کے لئے جلاوطن کئے گئے۔ زاغلول پاشا پر بھی الزام لگایا گیا کہ وہ بھی اس فساد میں شامل تھے۔ حکومت نے ان کو گرفتار تو کر لیا مگر کوئی سزا نہ دی۔ البتہ وزارت قضاء سے علیحدہ کر دئے گئے۔ اس کے بعد ان پر ایک اور اتہام لگایا گیا۔ کہ وہ جمعیت الانتقام میں شریک ہیں۔ جو مصر کی ایک خفیہ انجمن تھی۔ اور جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ ملک کے دشمنوں اور قوم کے غداروں اور اُن حکومتوں کو جو مصر کو غلام بنائے ہوئے ہیں۔ فنا کر دیا جائے لیکن تحقیق و تفتیش نے انہیں اس الزام سے بھی بری کر دیا۔

سعد زاغلول پاشا پھر سرکاری خدمات میں

(قانونی خدمات)

سعد زاغلول پر ہر چند فساد و بغاوت کے الزام لگائے گئے تھے اور گو انہیں الزامات سے بری کر دیا گیا تھا۔ اور وزارت سے علیحدہ۔ مگر اُن کی قابلیت کا اُن کے مخالفین کو بھی اعتراف تھا۔ چنانچہ ۱۸۸۴ء میں امن امان

لہ واپسی ۱۹۰۱ء وفات ۱۹۱۱ء

کے بعد جب مختلف محکمہ جات میں نئے آدمیوں کی ضرورت ہوئی تو سب سے پہلے آپ ہی ایڈووکیٹ بنائے گئے۔ اور ۱۸۹۱ء تک آپ یہی خدمات انجام دیتے رہے۔

۱۸۹۲ء میں محکمۂ اپیل میں آپ نائب قاضی مقرر ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد آپ قاضی ہو گئے۔ اور آخر مستشار قرار پائے۔

ججی کے زمانہ میں انکی امتیازی خصوصیت یہ رہی ہے۔ کہ ان کے فیصلے محبت انصاف اور لطف وکرم کا مظہر ہوتے تھے۔ آپ نے انصاف کے نام کو بلند و بالا کیا۔

عالمگیر جنگ یورپ (۱۹۱۴ء) سے پیشتر آپ وزیر شعبہ قانون تھے۔ جن لوگوں نے اس مجلس کے جلسوں میں ان کی تقریریں سنی ہیں۔ وہ اُن کے طرزِ کلام کی بلاغت۔ اُن کی اعلیٰ علمیت اور فضیلت اور اُن کی قادرالکلامی و قوتِ گویائی کا لوہا مان گئے ہیں۔ سعد پاشا جب تقریر کرتے تھے تو ان کی صدف زبان سے فصاحت وبلاغت کے موتی جھڑتے تھے۔ ان کی دلائل اُن کے معلومات ان کا تبحرِ علم۔ اُن کی زبردست۔ پُرجوش اور رسیلی آواز اور ان کی بے تکان روانی پر لوگ عش عش کرتے تھے۔

(تعلیمی خدمات)

سعد شیخ محمد عبدہ اور علامہ جمال الدین افغانی کا زمانہ دیکھے ہوئے اور اُن کے ارشد تلامذہ میں ہونے کی وجہ سے ان کے خیالات سے مستفیض ہوتے رہتے تھے۔ اس لئے اپنے قابل پیشروؤں کی طرح مصر کی تعلیمی پستی سے وہ کبھی غافل نہیں رہے۔ جب وہ وزیر معارف ہوئے۔ تو انہوں نے بوسیدہ اور لکیر کے فقیر طریق تعلیم کی اصلاح کی۔ یہ وہ طریق تھا جس کی مداومت میں شعور و احساس ایسا باطل ہو جاتا ہے۔ کہ طبیعت انہی باتوں کی خوگر ہو جاتی ہے۔ اور پھر یہ نقص نظر بھی نہیں آتا۔ تعلیم کا یہ طریقہ ایسا ناقص تھا کہ پڑھنے والے کو کتاب تو یاد ہو جاتی تھی۔ مگر نہ اُس کے دماغ پر کچھ اثر ہوتا تھا۔ اور

نہ اُسے طوطے کی طرح رٹنے سے کچھ بصیرت حاصل ہوتی تھی۔
طرزِ تعلیم کے کُہنہ جسم میں نئی روح پھونکی۔ اور زبان عربی کی شان کو بہت ارفع و اعلیٰ کر دیا۔

سرکاری خدمات کا اثر آپ کے ضمیر کی آزادی پر

آپ بڑے بڑے جلیل القدر عہدوں پر متمکن رہے۔ وزیر قانون۔ وزیر تعلیم۔ وزیر امور مذہبی (محکمہ قضا) لیکن ان سرکاری مشاغل کے باوجود۔ ضمیر کی آزادی۔ خیالات کی پاکیزگی اور تجدید و اصلاح کی طرف طبعی میلان ایسی اعلیٰ خوبیاں ہیں جن سے آپ دوسرے محبانِ وطن کی طرح کبھی غافل نہ رہے سرکاری خدمات کو آپ ہمیشہ ملکی خدمات سمجھتے رہے۔ اس لئے کہ آپ نے ہر محکمہ میں اپنے خیالات و اختیارات کو پبلک کی بہبود و فلاح کے لئے استعمال کیا ہے۔ سرکاری ملازمت کے فرائض کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ اپنے طرزِ عمل سے لوگوں میں حریت صادقہ کے پاکیزہ جذبات اور مشترک احساس کی ترقی کی روح ہمیشہ پھونکتے رہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جنہوں نے آپ کی نہ مٹنے والی شہرت و عظمت کا سنگ بنیاد رکھدیا۔

سعد زاغلول پاشا کی زندگی کا مبارک دور

۱۹۱۳ء میں بہ زمانہ محمد سعید پاشا سعد زاغلول پاشا نے جو ان دنوں وزیر شعبہ قانون تھے۔ یکقلم سرکاری خدمات سے علیحدگی اختیار کر لی اپنے ملک کی تعلیمی اور پولیٹیکل ترقی کی جو لگن ان کے دل میں ابتدا سے لگی ہوئی تھی۔ اور سرکاری ملازمت کی رکاوٹوں کی وجہ سے پورے طور پر ظاہر نہ ہو سکتی تھی۔ اب اُن کے قومی و ملکی خدمات کے روشن زمانہ میں آفتاب بن کر چمکنے لگی۔

یوروپ کی عالمگیر جنگ

لیکن ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ کہ سربیہ اور آسٹریا کی باہمی چشمک اور رگڑ سے وہ شعلے پیدا ہوئے کہ تمام یوروپ میں اس سے آگ لگ گئی۔ بلکہ دُنیا کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ جہاں ان آتشیں شعلوں نے اپنا اثر نہ کیا ہو۔ مصر پر ۱۸۸۲ء سے انگریزی قبضہ چلا آتا تھا۔ اور ٹرکی کی سیادت برائے نام تھی جب برطانیہ کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے ٹرکی جرمنی کے حلیفوں میں شامل ہو گیا۔ تو برطانیہ نے مصر پر کامل قبضہ کر لیا۔ اور عباس حلمی پاشا خدیو مصر (جو ٹرکی کا حامی تھا۔ اور انگریزوں کے خوف سے ٹرکی بھاگ گیا تھا) کے ایک رشتہ دار حسین پاشا کو سلطانِ مصر بنا دیا۔ سعد نے اخبارات کے ذریعے سیاست حاضرہ پر زبردست اور پُرجوش مضامین لکھے۔ مصری قوم پرستوں میں جو مصطفےٰ کامل کی وفات کے بعد ایک زبردست۔ اولوالعزم محب وطن لیڈر کے خواہشمند تھے۔ نیا جذبہ پیدا کیا۔ لیکن گورنمنٹ برطانیہ نے جب اخبارات کے لئے پریس سنسر (محکمہ احتساب) مقرر کر دیا۔ اور اخبارات کی آزادی کچل دی گئی۔ تو آپ مجبوراً خاموش ہو گئے۔

خاموشی کا زمانہ آپ نے بیکار بسر نہیں کیا جس طرح آپ کے اُستاد شیخ محمد عبدہ نے اپنی جلاوطنی کے ایام میں پیرس میں جا کر فرانسیسی زبان سیکھ لی تھی۔ اسی طرح آپ نے قاہرہ ہی میں (کیونکہ آپ بوجہ حالات جنگ جرمنی نہیں جا سکتے تھے) جرمنی زبان سیکھ لی۔ فرانسیسی زبان وہ اس سے پہلے ہی سیکھ چکے تھے۔ پچاس ساٹھ برس کی عمر میں ایک غیر ملکی زبان سیکھ لینا۔ ان کے علمی شوق کے علاوہ ان کی عالی ہمتی اور ان کی قابل تقلید قوتِ ارادہ کا پتہ دیتا ہے۔

مصر کی حالت جنگ کے دوران میں

۱۔ (برطانیہ کے وعدے)

برطانیہ عظمٰی کا فرمان جس میں عباس حلمی پاشا سابق خدیو مصر کی معزولی اور جدید والیٔ مصر سلطان حسین پاشا کی تخت نشینی اور رشدی پاشا کی وزارت کا اعلان کیا گیا تھا۔ بہت نرم الفاظ میں تھا۔ تاہم اہلِ مصر کی اکثریت نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ رشدی پاشا وزیر اعظم سے برطانیہ نے وعدہ کیا۔ کہ اگر مصری برطانیہ کی فوجی نقل و حرکت میں مزاحم نہ ہوں گے تو جنگ کے خاتمہ اور صلح ہو جانے کے بعد ان کو خود مختاری دیدی جائے گی۔ اور مصریوں کا اقتدار تسلیم کر لیا جائے گا۔

۲۔ (برطانیہ کے لئے اہل مصر کی مسلسل جانبازیاں)

دوران جنگ میں مصریوں نے انگریزوں کا پورا پورا ساتھ دیا۔ اور نہ صرف یہ کہ نہر سویز کو ترکوں کے حملہ سے بچانے میں انگریزوں کو کمک پہنچائی۔ بلکہ فیلڈ مارشل ایلن بائی رحال لارڈ ایلنبائی ہائی کمشنر مصر کے خطرناک کو غنیم کی زد سے بچا ئے رکھا۔ علاوہ ازیں دس لاکھ مصری فوجی ضرورتوں کے لئے دوران جنگ میں بھرتی کر لئے گئے۔ جو مصر کی تمام آبادی کا تیرھواں حصہ تھے۔ اور ملک کے مویشی۔ اجناس۔ غلہ۔ چارہ وغیرہ کی ناقابل برداشت روک ٹوک کر دی گئی۔

۳۔ ان جانبازیوں کا نتیجہ

مصر باوجود برطانیہ کی جارحانہ حکومت کے اپنے عہد پر ثابت قدم رہا لیکن اس کا صلہ یہ ملا۔ کہ خطوط۔ تار اور بالخصوص سب سے زیادہ چیز یعنی اخبارات پر نہایت سخت اور مضحکہ خیز سنسر شپ بٹھا دی گئی۔ اور مجلس وضع قوانین کو اجلاس کرنے سے روک دیا گیا۔

مصر کو آزادی کا خواب

دورانِ جنگ میں حکومت کی طرف سے اُس رعایا اور اُس ملک کے ساتھ جس نے باوجود اس اقرار کے کہ مصریوں کو جنگ کی آگ میں نہ پھاندنا چاہیئے۔ اپنے دس لاکھ فرزند حکومت کی نذر کر دیئے تھے۔ جو سلوک ہو رہا تھا وہ حوصلہ شکن ضرور تھا۔ مگر اس خیال سے کہ جنگ کے زمانہ میں ہر سلطنت اپنی مصلحتوں کو خوب جانتی ہے۔ اور ایسے نازک زمانہ میں جبکہ باہر آگ لگی ہوئی ہو۔ گھر میں شور و شر پیدا کرنا نامناسب ہے۔ اکثر مدبرین ملک خاموش رہے۔ مگر یہ یقینی تھا۔ کہ جنگ ختم ہوتے ہی آزادی و خود مختاری کے وعدہ کے ایفا میں مصریوں کے برطانیہ غلطی پر اعتماد کی تجدید ہو جاتی لیکن بجائے آزادی کے مصریوں پر اور زیادہ پابندیاں بلکہ سختیاں شروع ہو گئیں۔ فوجی قانون نہایت سختی سے جاری کر دیا گیا۔ اور مصریوں کے ذمہ دار نمایندوں کے ساتھ حقارت آمیز برتاؤ کیا جانے لگا۔ وزیر اعظم رشدی پاشا نے محکمہ خارجہ سے گفت و شنید کرنی چاہی لیکن وہاں سے جواب ملا کہ ہم مشغول ہیں اور ہم کو مصر کے متعلق گفتگو کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ اس کے بعد وزرائے مصر مستعفی ہو گئے۔ قلمدانِ وزارت کو قبول کرنے سے ہر ذمہ دار شخص انکار کرتا تھا۔ پانچ ماہ تک یہی حال رہا۔ محکمۂ سنسر شپ نے اخبارات میں مصر کی خالی وزارت کا اشارہ دینے کی بھی ممانعت کر دی۔ یہ وہ باتیں تھیں جن سے مصر کی آزادی کا خواب مصر کے احرار سرفروش کی داستانِ حریت کو پریشان کر دکھاتا تھا۔ یہی وہ طرزِ عمل تھا۔ کہ عوام کے دلوں میں برطانیہ کے خلاف جذبات کی پُر شور لہریں اٹھنے لگیں۔

سعد پاشا پھر میدان عمل میں

جب رشدی پاشا کو دفتر خارجہ کی طرف سے صلح کانفرنس میں شریک ہونے سے منع کر دیا گیا۔ یا بہ الفاظ دیگر جب برطانیہ نے مصر کا اقتدار تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس نازک ہنگامہ میں ایک لیڈر پیدا ہوا۔ جس کے دامن سے ملک کی تمام امیدیں وابستہ تھیں۔ جو لارڈ کرومر کے عہد حکومت میں وزیر تعلیمات تھا۔ اور اب یونیورسٹی قاہرہ کا چانسلر تھا۔ ہماری مراد سعد زاغلول پاشا سے ہے۔ جو مصری محب الوطنوں میں سب سے زیادہ امتیازی خصوصیت رکھتا ہے۔

انہی ایام میں امریکہ کے پریزیڈنٹ ولسن کی چودہ شرطوں اور اس کے حکومت خود اختیاری کے امید افزا اعلانات اور سلف ڈٹرمی نیشن کے دلاویز راگ نے مصریوں کو بھی کچھ ڈھارس دلا دی۔

سعد پاشا کی عرضداشت پر دو لاکھ دستخط

سعد اٹھا۔ اور اس نے پیرس کے لئے ایک قومی وفد مرتب کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس کو امید تھی کہ شاید گورنمنٹ برطانیہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرے۔ یا شاید پریزیڈنٹ ولسن ان کے شریک کانفرنس کئے جانے پر زور دیں۔ اس نے اٹھارہ آدمیوں کی ایک کمیٹی بنائی۔ اور ایک عرضداشت لکھ کر ملک میں گشت کرائی۔ تاکہ پروانہ راہداری حاصل کیا جا سکے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے دو ہفتہ کے بعد اس کی عرضداشت کی اشاعت و گشت کرائے جانے کی ممانعت کر دی۔ مگر قبل اس کے کہ قانون کا کچھ نفاذ ہو سکے اس عرضداشت پر دو لاکھ دستخط ہو چکے تھے۔ رشدی پاشا وزیر اعظم نے بھی اس وفد کے حقوق کو تسلیم کر لیا تھا۔ مگر برطانیہ نے کوئی پیش نہ جانے دی۔

مصری مسلمانوں اور مصری عیسائیوں میں اتحاد

سعد زاغلول کے وفد اور اس کی عرضداشت کے مسودہ سے ہر مصری کو علانیہ یا خفیہ ہمدردی تھی۔ قبطیوں یعنی مصری عیسائیوں نے اظہار ہمدردی و دلچسپی میں بہت انہماک سے حصّہ لیا۔ اس سے قبل عیسائیوں اور مسلمانوں میں ہمیشہ ناچاقی اور جنگ و جدل رہا کرتی تھی لیکن موجودہ جدوجہد میں وہ اس قدر متحد تھے۔ کہ زاغلول کے وفد میں مصری عیسائیوں کی بھی معقول تعداد تھی۔ سعد زاغلول کی یہ بہت بڑی خدمت تھی کہ اس نے ملک کی دو زبردست قوموں کے ملکی اختلاف و عناد کو بالکل مٹا دیا۔ چنانچہ مصری وفد کے نمایندہ عبد اللطیف بک نے پارلیمنٹ اٹلی میں (۱۹۲۰ء میں) ایک تقریر کے دوران میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے اتحاد کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ ہمارے لیڈروں کی گرفتاری اور ہمارے ملکی مطالبات کے پامال و مسترد کئے جانے پر عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایسا اتحاد ہوا کہ اس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں مشکل سے مل سکے گی۔ مسجدوں میں عیسائی پادری لیکچر دیتے تھے اور گرجا گھروں میں اسلامی شیوخ قال اللہ و قال الرسول کہتے ہوئے سنائی دیتے تھے۔

سعد زاغلول پاشا کی گرفتاری و نظربندی

سعد زاغلول کا ارادہ و منشا یہ تھا۔ کہ وفد لیکر لنڈن جائے اور خداوندان سلطنت برطانیہ کے کانوں تک مصری قوم کے مطالبات پہنچائے اور پھر وزرا برطانیہ کی اجازت سے ساری دنیا کا سفر کرے۔ اور یورپ و امریکہ میں بالخصوص بڑے بڑے مدبرین کے سامنے مسئلہ مصر پر گفت و شنید کرے لیکن حکومت برطانیہ نے پہلے تو سعد کی مجوزہ عرضداشت کی گشت و اشاعت کی تنسیخ کے احکام

صادر کیئے۔ پھر وہ مظاہرے بند کر دیئے۔ جو سعد پاشا کی تحریک کو مدد دیتے تھے جب سعد نے دیکھا کہ اس کی سرگرمیاں جو ملک کے اندر ملک کی اصلاح و آزادی کے لیئے ہو رہی ہیں، بند کی جا رہی ہیں۔ تو اس نے حکومت سے انگلستان جانے کی اجازت طلب کی مگر حکام نے پروانہ راہداری دینے سے صاف انکار کر دیا جس پر مصر میں عام ناراضگی کی سپرٹ پیدا ہو گئی۔ اور ہر جگہ عظیم الشان مظاہرے شروع ہو گئے۔ آخر ۸ مارچ ۱۹۱۹ء کو سعد زاغلول پاشا معہ دیگر فداکاران ملت محمد محمود پاشا۔ اسمعیل صدقی پاشا اور احمد الباس پاشا گرفتار کر لیا اور مالٹا میں جلا وطن کر کے نظر بند کر دیا گیا۔

سعد زاغلول پاشا کی گرفتاری کا اثر ملک پر

ان علمبرداران حریت کی گرفتاری نے اہل مصر کے دلوں پر وہ اثر کیا جو جلتی آگ پر تیل کا اثر ہوتا ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں زاغلول پاشا کی نظر بندی تمام ملک میں مشہور ہو گئی۔ لوگوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور شورشوں اور مظاہروں کا ایک لا انتہا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سلسلہ رسل و رسائل منقطع کر دیا گیا۔ مصریوں نے اسا ئٹ میں انگریزوں کو محصور کر لیا۔ اور قاہرہ کے جنوب میں برطانوی افسر قتل کر ڈالے گئے۔ مصری پولیس اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے بھیجی گئی۔ لیکن اس نے بھی کام کرنے سے انکار کر دیا۔

گورنمنٹ نے ہنگامہ کے فرو کرنے میں سب سے پہلے فوجی قانون (مارشل لاء) جاری کر دیا۔ اور مارشل لاء کے پردہ میں جو سلوک فوجی حکومت رعایا کے ساتھ کرتی ہے۔ وہ اب پنجاب والوں سے پوشیدہ نہیں رہا۔ لوگوں سے جبراً سلام کرایا جاتا تھا۔ قتل و ہلاکت۔ قید و گرفتاری ایک معمولی بات تھی۔ بہت سے مصریوں نے استعفے دے دیئے۔ مزدور پیشہ لوگوں نے جن کا تعلق انگریزوں اور یورپینوں سے تھا۔ ہڑتال کر دی۔ مدارس میں غیر فوجی قانون

کے طالب علموں کو خاموش رکھنا دشوار ہو گیا۔ اور نصاب تعلیم فوجی قانون کی مدد سے پڑھایا جانے لگا۔

زاغلول پاشا کی رہائی

یہ شورش اس قدر زبردست تھی کہ آخر کار گورنمنٹ برطانیہ نے ارکانِ وفد کو رہا کرنے اور ان کو پیرس روانہ ہونے کی اجازت دے دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ مصر کے ان نامور لیڈروں کو نظر بند ہوئے صرف بیس دن گذرے تھے۔ کہ ۷ اپریل ۱۹۱۹ء کو یہ چاروں اسیران بلا رہا کر دیئے گئے۔

سعد زاغلول پاشا پیرس میں

آخر سعد پاشا کی سرکردگی میں مصر کے محبانِ وطن کا وفد پیرس پہنچا۔ اور سال بھر تک وہاں مقیم رہا۔ اس عرصہ میں وفد نے دول متحدہ کو آزادی مصر کے مسئلہ پر توجہ دلانے میں ہر ممکن سعی کی۔ گو افسوس ہے۔ نہ پریذیڈنٹ ولسن نے جو حریت و آزادی اور کمزور قوموں کی حمایت کرنے کا سب سے بڑا مدعی تھا ان کی کوئی فریاد سُنی اور نہ کسی اتحادی مدبر نے اُن کی طرف توجہ کی۔ انہی دنوں (مارچ یا اپریل ۱۹۲۰ء) کے اخبار مارننگ پوسٹ لنڈن نے زاغلول پاشا کے پرائیویٹ سکرٹری ڈاکٹر حامد محمود کی ایک تقریر جو آزادی مصر کے متعلق ایک جلسہ میں کہی گئی تھی۔ چھاپی تھی۔ جس کا ضروری مفاد ذیل میں درج ہے۔

۱۸۸۲ء میں جب انگریزوں نے مصر پر قبضہ کیا۔ تو برطانیہ کی طرف سے وعدہ ہوا تھا کہ قبضۂ مصر عارضی ہوگا۔ اور مصر کی آزادی کا کامل احترام کیا جائیگا۔ اس وقت سے لیکر ۱۹۱۴ء تک برطانیہ اپنے مقدس عہد کی تجدید ساٹھ سے زائد مرتبہ کر چکا ہے لیکن ایفائے عہد کی نوبت نہیں آئی۔ اس کے

بعد آپ نے دورانِ جنگ میں مصر کی خدمات اور بعد میں زاغلول پاشا کی نظر بندی اور مصر کی شورش کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا مصر اس بات پر تو آمادہ ہے کہ برطانیہ کے ساتھ مخلصانہ تعلقات قائم رکھے۔ اور برطانیہ اغراض کی حمایت کرے۔ یعنی نہر سویز کو برطانیہ کے حریفوں کی دستبرد سے محفوظ رکھے لیکن مصر یہ بات اسی صورت میں کر سکتا ہے کہ اس کی حیثیت آزادانہ اور خود مختارانہ ہو۔ وہ انگریزوں کا دوست تو ہو سکتا ہے لیکن ان کا غلام نہیں بن سکتا۔

زاغلول پاشا کے مطالبات

سعد زاغلول پاشا کے مطالبات حسب ذیل تھے:۔
مصر کو کامل آزادی دی جائے۔ اور جمعیت الاقوام اس کی ضامن رہے۔
سوڈان مصر میں شامل کر دیا جائے۔
زاغلول نے غیر اقوام کے حقوق کے تحفظ کا وعدہ کیا تھا۔ اور وہ نہر سویز کے دعویدار نہ تھے۔

زاغلول پاشا کا سب سے بڑا مطالبہ یہ ہے۔ کہ ہم بیرونی طاقت کو کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ قیام پیرس کے ایام ہی میں ایک فرانسیسی مدیر نے آپ سے معاملات مصر کے متعلق دیر تک گفتگو کی۔ اس گفتگو میں آپ نے اپنے مخاطب پر واضح کر دیا۔ کہ مصری اس سرزمین پر جس کی حکومت ان کا فطری حق ہے۔ کسی غیر اقوام کا اثر گوارا نہیں کر سکتے ہم نے کسی حالت میں بھی مصر پر حکومت کا اثر تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ خود انگلستان کے مدبرین گلیڈسٹون سے لیکر لائڈ جارج تک مصر کی آزادی پر بظاہر اظہار ہمدردی کرتے رہے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت برطانیہ کی خواہش ہے کہ مصر کو حکومت برطانیہ کے زیر سایہ رکھا جائے۔ مگر مصری بیرونی اثر کے نام سے ہی دور بھاگتے ہیں۔ مصریوں کا دعویٰ ہے۔ کہ سوڈان کی حکومت بھی مصر کا جزو اعظم ہے اس لئے سوڈان پر بھی کسی بیرونی طاقت کا اثر گوارا نہ کیا جائے گا۔

سعد پاشا کی سرگرمیاں یوروپ و امریکہ میں

سعد زاغلول پاشا اور ان کے ہمراہی مصری محبان وطن کی کوششوں میں ایک بات قابل غور ہے۔ کہ انہوں نے یوروپ و امریکہ میں اپنی تحریکوں کو خوب شہرت دی۔ امریکہ میں انہوں نے ایک کتاب شائع کی جس میں زاغلول پاشا کے وفد کا وہ خطبہ صدارت جو پریزیڈنٹ ولسن کے سامنے دیا گیا تھا صلح کانفرنس کے دوسرے ممبروں کے سامنے جس قدر تقریریں کی گئی تھیں۔ اور نیز وہ تمام شہادتیں جو برطانیہ کی جبری حکمت عملی سے مصر میں بغاوت کے پھیلنے کا ثبوت تھیں درج کی گئی تھیں۔ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہی زاغلول جس کو پروانہ راہداری کی بھی اجازت نہیں ملتی تھی۔ اس قدر معزز سمجھا گیا کہ اس سے بلا وساطت دیگرے اپیل کی گئی۔ وہ زاغلول جس کو جلاوطن کیا گیا تھا۔ اور جس سے پیرس میں ملاقات کرتے تک کے روادار نہ تھے۔ اسی کے سامنے سب کو سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور لنڈن سے لارڈ ملنر کے وفد کو محض اس لئے مصر میں بھیجا گیا۔ کہ وہ زاغلول پاشا کے وفد سے مطالبات مصر پر گفتگو کرے اور لوگوں کے بیانات لے۔ اور عینی مشاہدات سے مصر کی حالت پر غور کرے۔

زاغلول پاشا کی واپسی یوروپ و امریکہ سے

جب زاغلول پاشا پیرس سے واپس مصر آئے۔ تو اُن کے اہل وطن نے اُن کا شاندار استقبال کیا۔ سکندریہ سے قاہرہ تک ہر سٹیشن پر لوگ اُن کے دیدار کے لئے اس کثرت سے جمع رہتے تھے۔ کہ مصر میں ایسے ہجوم آج تک دیکھنے میں نہیں آئے۔ لوگ اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر ریلوں کی چھتوں پر قاہرہ تک آپ کے ساتھ گئے۔ بدوی سواروں نے اعزازی رسالہ بنایا جو ریل کے دونوں طرف چلتا رہا۔ قاہرہ کی گلیوں میں چالیس لاکھ آدمیوں کا غیر معمول

اژدھام تھا۔عورتیں پردہ سے نکلیں۔اور دیہاتی لوگ دیہات سے آئے۔کہ اپنے معزز لیڈر کی عزت افزائی میں شامل ہوں۔بچے اس قدر خوش تھے کہ گلیوں میں ناچتے رہے۔علاوہ ازیں آرائیش وزیبائیش اور صدہا قسم کے دروازوں اور خوشنما جھنڈیوں سے تمام شہر عروس بنا ہوا تھا۔یہ کسی فرد واحد کا استقبال نہ تھا۔ زاغلول کی شخصیت بہت بڑی ہے۔مگر ان کی شخصیت اس بے انتہا مسرت کے اظہار کا باعث نہ تھی۔بلکہ لوگوں نے علمبردار حریت سرگروہ احرار مصر زاغلول پاشا کی عزت کر کے حریت و آزادی کے لئے اپنے دلوں کی عقیدت کو ظاہر کیا اور کہا تھا ؎

گر بر سر و چشم من نشینی نازت بکشم کہ نازنینی

لارڈ ملز کا وفد مصر میں

مئی ۱۹۱۹ئہ میں لارڈ کرزن نے اس امر کا اعلان کیا۔کہ لارڈ ملز کی ماتحتی میں ایک مشن مصر بھیجا جائیگا۔جو وہاں پہنچ کر بغاوت کے اسباب کی تحقیقات کریگا اور مصر کی برطانی رعایا کی ریاست محروسہ کا آئین مرتب کرے گا۔

لارڈ ملز کا وفد تو اس اعلان سے قریباً ۶ ماہ کے بعد آیا۔لیکن اس کے آنے سے پیشتر ہی مصریوں نے مقاطعہ کی تحریک کو کامیاب بنانے میں عوام کو اچھی طرح آمادہ کر لیا۔چنانچہ لوگوں نے عہد کر لیا۔کہ ہم اس مشن کے روبرو کسی قسم کی شہادت نہیں دیں گے۔

کچھ عرصہ تک تو وفد مذکور سمراس ہوٹل میں سب سے الگ تھلگ پڑا رہا۔ ہوٹل کے چاروں طرف مسلح موٹریں رہتی تھیں۔اور اوپر ہوائی جہاز چکر کاٹتے رہتے تھے۔اس طرح سے محفوظ و مصئون ہو کر وفد مذکور نے مصریوں کو بلانا شروع کیا۔کہ حاضر ہو کر اظہار دیں۔اور شہادتیں پیش کریں۔

مصریوں کا سلوک اس وفد سے

مگر قومی اتفاق اس کا نام ہے کہ کسی فرقہ کے نمایندہ نے آکر شہادت نہ دی۔ عدالت ہائے مصر کے وکلاء نے وفد مذکور کی آمد کے خلاف احتجاج کے طور پہ ایک ہفتہ تک کام کرنا چھوڑ دیا۔ مدرسوں میں ہڑتال کر دی گئی۔ اور سب سے مشہور ہڑتال یوں ہوئی کہ تمام مصری حکام نے جو کسی شعبۂ حکومت میں مقرر تھے تین مہینوں تک کام یک لخت ترک کر دیا۔ بلکہ وزارت مصر محمد سعید پاشا نے بھی استعفےٰ داخل کر دیا۔ مصریوں کے جذبات۔ ان کے جوش اور ان کے عزم راسخ کے ان واقعات کا "ناخواندہ مہمان" یعنی وفد مذکور پر بڑا اثر ہوا۔ اور حقیقتاً تاریخ میں کوئی قوم ایسی یک جہتی اور قومی اتفاق کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

لارڈ ملنر کی آخری کوشش وفد کو کامیاب بنانے کیلئے

تحریک اتحادِ عمل کی یہ کامیابی دیکھکر لارڈ ملنر نے ایک اعلان کیا۔ جو صلح و آشتی کے جملوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس اعلان کا بعینہٖ درج کرنا زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ترکِ اتحادِ عمل کی تحریک کا اثر کس قدر گہرا پڑا ہے۔ وہ ہو ہذا:۔

گورنمنٹ برطانیہ نے بہ منظوری پارلیمنٹ اس وفد کو اس لئے بھیجا ہے کہ مصریوں کی خواہشات اور برطانیہ کے خاص مفاد میں تطابق پیدا کیا جائے اور ساتھ ہی غیر ملکیوں کے حقوق کی نگہداشت پر توجہ کی جائے۔ ہم لوگوں کو پورا یقین ہے۔ کہ فریقین کی رضامندی سے یہ مقصد بہت آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ وفد کی دلی خواہش ہے۔ کہ برطانیہ اور مصر کے تعلقات دوستانہ بناء پر قائم ہو جائیں۔ تاکہ اہل مصر حکومت خود اختیاری کے ذریعہ سے اپنی تمام قوتوں کو ملک کی ترقی میں صرف کر سکیں۔

اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے وفد مذکو خواہش ہے۔ کہ وہ تمام فرقوں اور جماعتوں کے نمائندوں سے اور خاص افراد سے جن کے دل میں اپنے ملک کی ترقی کا خیال ہے۔ مل کر اور ان سے گفتگو کر کے کسی مفید نتیجہ پر پہنچے۔ وہ لوگ وفد مذکور کے سامنے آکر ہر قسم کے خیالات نہایت آزادی سے بیان کر سکتے ہیں ہماری یہ خواہش ہرگز نہیں مگر گفتگو مشروط کریں۔ اور نہ کسی شخص کو یہ خوف کرنا چاہئیے کہ وہ اپنے خیالات کو وفد مذکور کے سامنے آکر متغیر کرنے پر مجبور ہوگا۔ بلکہ وہ اپنے اظہار اسی آزادی سے دینے کا مختار ہے جس طرح وفد ان کی سماعت میں آزاد ہے۔ کیونکہ آزادانہ اظہار خیالات و آراء کے بغیر بالکل ناممکن ہے۔ کہ باہمی غلط فہمیوں کا خاتمہ اور فریقین میں ایک دوستانہ معاہدہ ہو سکے۔

مصری محبان وطن کی ثابت قدمی

مندرجہ بالا اعلان سے جو نہایت نرم اور شیریں الفاظ میں اہل ملک کے پیش کیا گیا تھا۔ یہ امید بھی غلط نہ تھی۔ کہ وہ لوگوں کے ارادہ اور عزم میں تزلزل پیدا کردیگا۔ لیکن کس قدر حیرت کی بات ہے۔ کہ وفد مذکور ہر قسم کی امکانی تدابیر عمل میں لانے کے باوجود بالکل ناکام رہا۔ محبان وطن نے اس اعلان کا جو جواب دیا اس میں انہوں نے اعلان کے لب ولہجہ کی تعریف کی لیکن ساتھ ہی یہ بیان کیا کہ ہم لوگ گفتگو اسی وقت کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہمارا حق آزادی تسلیم کر لیا جائے۔ غرض ترک اتحاد عمل کا زور برابر قائم رہا۔ کالجوں اور سکولوں کے لڑکوں نے اس میں خاص حصہ لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکام نے یہ حکم نافذ کردیا۔ کہ جو لڑکے فوراً حاضر نہ ہوں اور کسی سیاسی ہڑتال میں شامل ہونے سے توبہ نہ کریں۔ ان کو اس سال امتحان میں شریک ہونے کی ہرگز اجازت نہ دی جائیگی۔ مگر لڑکوں کے عزم و استقلال کے آگے یہ حکم بھی چنداں موثر ثابت نہ ہوا۔

بلکہ اس قسم کے جبر و تشدد کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حضور سجانشین میں حلفنی کو تسلیم نہیں

انہوں نے نہایت پُر زور تجاویز منظور کرنی شروع کر دیں۔ جن میں وفد ملنر سے نفرت حکومت خود اختیاری اور وفد زاغلول پاشا کی تائید زبردست الفاظ میں پاس کی جاتی تھی۔ جامع ازہر جو مسلمانوں کی عظیم الشان مذہبی و تعلیمی درسگاہ ہے۔ اور جس کے افسرِ اعلیٰ خود سلطان مصر ہیں۔ وہاں سے ایک اعلان اس مضمون کا شائع ہوا۔ کہ مصریوں کو کامل آزادی ملنی چاہیئے۔ اور خود سلطان کے خاندان کے شہزادوں نے زاغلول پاشا کی تحریک سے نہایت جرأت کے ساتھ موافقت ظاہر کی۔ انہی واقعات کا یہ اثر و نتیجہ تھا۔ کہ وہ مجلس قانون جو دبادی گئی تھی۔ ایک بار پھر ظاہر ہوئی اور اس کے تمام ممبروں نے جو حقیقی معنوں میں قوم کے نمایندے کہے جا سکتے تھے۔ ایک عظیم الشان جلسہ میں شرکت کر کے بالاتفاق یہ اعلان کیا کہ مصر آزاد ہے۔

مصری خواتین اور مسئلہ آزادئ مصر

اپنے ملک کی آزادی و عظمت کے برقرار رکھنے کے لئے مصر کی عورتیں بھی اپنے مردوں کے دوش بدوش ملکی خدمات سرگرمی سے ادا کر رہی تھیں۔

(مارچ اپریل ۱۹۱۹ء (وفد ملنر سے پیشتر) کے پُر آشوب زمانہ میں مصری خواتین کا ادنیٰ طبقہ بلا برقعہ و نقاب جوق در جوق سڑکوں پر پھرتا تھا۔ اور اعلیٰ طبقہ کی مستورات سیاہ نقاب و برقعہ پہنکر گھر کی چار دیواریوں سے باہر نکل آئی تھیں۔ عورتیں باقاعدہ جلوس میں پرے باندھ کر چلتی تھیں۔ بہت سی پیدل بہت سی گاڑیوں میں سوار ہو کر آزادئ مصر کے نعرے بلند کرتی تھیں۔ اسی زمانہ میں لنڈن ٹائمز میں ... سر ولنٹائن چرول نے شورش مصر کے متعلق ایک مضمون لکھا۔ جس میں مصری خواتین کا ذکر بھی کیا۔ ہم اس کے طویل مضمون کا یہاں تھوڑا سا خلاصہ درج کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو گا۔ کہ زاغلول پاشا کی تحریک حب الوطنی نے مردوں اور مدارس کے طلباء کے علاوہ عورتوں اور سکولوں کی لڑکیوں تک کے دلوں

میں کس قدر عزت و عظمت پیدا کر لی تھی ۔ وہ لکھتا ہے عورتیں اور لڑکیاں زاغلول اور دیگر انتہا پسند لیڈروں کے مکانوں پر جاتی تھیں ۔ اور بہت سی اپنے اپنے مکانوں کی کھڑکیوں سے نہایت پُرجوش
. . . .
تقریریں کرتی تھیں ۔ جو لوگ لڑائیوں یا شورشوں میں مارے جاتے تھے ۔ ان کے جنازوں کے پیچھے عورتوں کی ایک کثیر جماعت نوحہ و ماتم کرتی ہوئی ساتھ ہوتی ۔ اور حکام سرکاری نے جب ہڑتال کی ۔ تو مصری عورتوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں وزرا کے مکانات کے پاس متعین ہو گئیں ۔ کہ اگر کوئی واپس جانا چاہے تو اسکو روکیں ۔

لڑکیوں کے اسکولوں میں بھی یہ شورش پھیل گئی ۔ اور لڑکوں کی طرح انہوں نے بھی ہڑتال کرنی شروع کر دی ۔ اور وفد ملز کے خلاف ناراضی کا اظہار کیا ۔ مجلس اعلیٰ کے ممبروں نے خود اعتراف کیا کہ تحریک اس شدت سے پھیل گئی ہے ۔ کہ ہمارا قابو اپنی لڑکیوں اور اپنے لڑکوں پر نہیں رہا ۔ سر ولنٹائن چرول مضمون کے آخر میں لکھتا ہے ۔ عورتوں میں اس سیاسی احساس کی اہمیت کو نظر انداز کر دینا ایک سخت غلطی ہے ۔

لارڈ ملز اور ایک مصری دہقان

زاغلول پاشا کی تحریک اور آزادی مصر کی خواہش صرف قاہرہ و اسکندریہ اور مصر کے دیگر بڑے بڑے شہروں ہی میں نہیں تھی ۔ لوگ دیہات و قصبات بھی اپنے وطن کی آزادی کے لئے بے چین تھے ۔ اور وہاں بھی مظاہرے ہوتے تھے ۔ لارڈ ملز جن دنوں اپنا ناکام مشن لے کر مصر پہنچے ۔ تو ایک دن سیر و تفریح کے وقت ایک دیہاتی گنوار سے آپ کی مٹ بھیڑ ہو گئی ۔ کھیت کے کنارے کھڑے ہو کر آپ نے اس سے کئی سوالات کئے ۔ مگر کسی کا کوئی جواب نہ ملا ۔ آخر آپ نے پوچھا میاں کسان ! کیا بو رہے ہو ۔ گیہوں یا جو ۔ یہ دیکھ کر کہ مستفسر صاحب پیچھا ہی نہیں چھوڑتے ۔ کسان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا ۔ کہتا ہے صاحب پیریس

جائیے۔ اور سعد زاغلول پاشا سے پوچھ لیجئے۔ کہ گیہوں بو رہا ہوں یا جو۔

ملز وفد کی ناکام واپسی انگلستان میں

وفد مذکور تین ماہ تک مصر میں مقیم رہا۔ اس عرصہ میں لوگوں پر کئی قسم کے ڈورے ڈالے گئے۔ سختی و نرمی کی تمام تدابیر عمل میں لانے کے بعد بھی جب مصر کی کسی جماعت اور کسی فرقہ نے وفد مذکور کے سامنے بیان دینے سے انکار کر دیا۔ بلکہ ہر جگہ زاغلول پاشا کے مطالبات کی تائید میں مظاہرے ہونے لگے۔ تو آخر حسرت ویاس کے ساتھ لارڈ ملز معہ اراکین وفد بے نیل مرام انگلستان روانہ ہو گئے۔

زاغلول پاشا کا وفد مصر کی کامل آزادی کا مطالبہ کرتا تھا۔ اور وفد ملز مصر کی آزادی تسلیم کرنے کی بجائے صرف یہ اعلان کر دینا کافی سمجھتا تھا۔ کہ ہر مصری کو ہمارے سامنے اظہار خیالات کے لئے پوری آزادی ہے۔ اس لئے ملز مشن جس طرح آیا تھا اسی طرح واپس چلا گیا۔

احرار مصر کی سرگرمیاں مصر سے باہر

زاغلول پاشا اور اس کے ہم خیال مصری محبان وطن اپنے ملک کے اندر ہی ملک کی آزادی کی کوشش نہیں کرتے تھے۔ بلکہ بیرونی دنیا کے آگے بھی اپنے ملک سے باہر نکل کر اپنی مجبوری و بیکسی کی دردناک داستانیں سناتے تھے۔ اس غرض کے لئے آئرلینڈ اور انگلستان میں مصری انجمنیں قائم تھیں۔ اور برلن اور اٹلی میں مصری قوم پرست موجود تھے۔ جو زاغلول پاشا کی ہدایات کے بموجب اپنے ملک کو غلامی سے نکالنے اور ان ملکوں کے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے تحریری و تقریری خدمات بجا لا رہے تھے۔ ایسے مصری محبان وطن میں جو زاغلول پاشا کا دست و بازو تھے۔ دو نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں:۔

۱۔ مرحوم محمد بک فرید

جو بڑے امیر گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن جنہوں نے اپنی تمام ثروت و دولت خدمت ملک و قوم کے لئے خرچ کر دی تھی۔ آپ نے مصر کی آزادی کیلئے ہر ایسی تحریر اور ہر ایسی انجمن کی مالی مدد دی جسکا مقصد مصر کی آزادی ترقی اور فلاح و بہبود تھا لیکن جب آپ نے دیکھا کہ مصر میں رہنے سے وہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جس سے اہل مصر کو کامل آزادی نصیب ہو سکے تو آپ نے غلامی و ذلت کی زندگی پر غربت کی آزادانہ زندگی کو ترجیح دی اور یورپ چلے گئے۔ جہاں اپنی عمر کے کئی آخری سال آزادی مصر کی جدوجہد میں صرف کر دیئے۔ آخر عمر میں آپ نے برلن (جرمنی) میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ اور کچھ عرصہ ہوا کہ وہیں آپ کا انتقال بھی ہو گیا۔ ۱۹۲۰ء میں ایک غیرت مند مصری تاجر اس ارادہ سے برلن گیا۔ کہ اس دور افتادہ محب وطن کی لاش سپرد خاک کرنے کے لئے مصر میں لائے جس سے اُسے مرتے دم تک بے انتہا عشق رہا۔ جون ۱۹۲۰ء کے مصری اخبارات نے محمد فرید بک کی لاش کے جلوس و احترام کی جو کیفیت لکھی ہے۔ اسکا ذکر کرتے ہوئے ایک اخبار لکھتا ہے۔ جب لاش قاہرہ پہنچی تو لڑکوں اور لڑکیوں کے تمام مدارس میں تعطیل کر دی گئی۔ اظہار ماتم کے لئے تمام شہر کی دوکانیں بلا تمیز مذہب و ملت بند ہو گئیں۔ جنازہ کے آگے مختلف جماعتیں علم لیکر ترتیب کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ مختلف انجمنوں اور مدرسوں کی ٹولیاں اپنے اپنے امتیازی علموں کے پیچھے پیچھے آ رہی تھیں۔ موٹر کاروں کا جلوس جن میں عورتیں سوار تھیں۔ الگ تھا۔ جنازہ میں شاہی خاندان کے رکن مثل امیر عمر پاشا طوسون بھی شریک تھے غرض اس جنازہ سے مصری قوم کی زندگی کا کافی ثبوت ظاہر ہو رہا تھا۔

۲۔ عبد اللطیف بک

(پارلیمنٹ اٹلی میں عبد اللطیف کی زبردست تقریر)

انگریزی قبضۂ مصر کے خلاف سعد زاغلول پاشا کی جماعت نے ایک وفد

اٹلی میں بھی آزادیٔ مطالبہ کے متعلق بھیجا تھا۔ اس وفد کے نمایندہ مسٹر عبداللطیف بک نے پارلیمنٹ اٹلی میں جو زبردست بیان پیش کیا۔ اُس نے اکثر اٹالین ممبران پارلیمنٹ کو معاملات مصر کی طرف متوجہ کر لیا۔ آپ نے ممبرین اٹلی سے دردناک پیرایہ میں ایک زبردست اپیل کرتے ہوئے کہا۔ بلاشبہ صلح کے معاہدوں میں مغلوب سلطنتوں سے تسلیم کرا لیا گیا ہے۔ کہ وہ مصر پر برٹش قبضہ کو مان لیں۔ لیکن خود اتحادی سلطنتیں اس کے ماننے پر مجبور نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اب تک ۱۸۸۸ء کے معاہدہ کی پابند ہیں۔ جس کے رُو سے مصر کی سیاسی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہاں تک کہ یورپ کی عالمگیر جنگ نے بھی اس میں کوئی تغیر پیدا نہیں کیا۔ ۱۸۸۲ء میں انگلستان نے مصر پر قبضہ کیا۔ اور باوجود اس کے کہ انگلستان ساٹھ سے زیادہ مرتبہ اس قبضہ کو غیر قانونی اور عارضی کہہ چکا ہے اور بہ بانگ دہل کہتا ہے اور کہتا رہا ہے۔ کہ اس کو ہرگز مصر کا طمع نہیں ہے اور نہ اس کا الحاق اسے منظور ہے۔ مگر جب کبھی مصری دستوری حکومت اور اپنی آزادی کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ تو اُن کے ساتھ ناقابل برداشت سختیاں شروع ہو جاتی ہیں۔

دوران جنگ میں شاہ برطانیہ (جارج پنجم شہنشاہ ہندوستان) نے جب سلطان مصر کو یہ برقی پیغام بھیجا کہ مایدولت ہمیشہ مصر کی آزادی کے خواہاں رہتے ہیں۔ تو مصریوں نے اس شاہی پیام پر اعتماد کیا۔ اتحادی ممبروں نے بھی علی الاعلان کہا کہ ہم محض چھوٹی قوموں کی حفاظت کے خیال سے اس جنگ میں شریک ہوئے ہیں۔ لیکن خاتمہ جنگ کے بعد جب مصریوں نے اپنی آزادی کے وعدے یاد دلائے اور کہا کہ ہمارے وفد کو پیرس کانفرس میں شامل کیا جائے۔ تاکہ صلح کانفرنس بھی ہماری خود مختاری کی تصدیق کرے۔ تو برطانیہ نے ہمارے وفد کو یورپ جانے سے قطعی روک دیا۔ اور جب ہم نے اصرار کیا تو ہمارے سب سے محترم لیڈر زاغلول پاشا اور تین دیگر سربرآوردہ ممبروں

کو گرفتار کر کے مالٹا میں جلاوطن کر دیا۔
ہم اٹالین پارلیمنٹ سے فریاد کرتے ہیں۔ کہ وہ مظلوموں کی اعانت کریں۔ کیونکہ جب طاقتور کمزوروں کی مدد کریں گے۔ تو سب قوی ہو جائیں گے اور عزت و سلامتی کی زندگی بسر کریں گے۔ آزاد مصر اٹلی کے احسانات کو کبھی فراموش نہ کرے گا۔ بلکہ ادنیٰ ترین شکریہ کے اظہار میں مشرقی پھاٹک کے دونوں کواڑ اٹلی کے لئے کھول دیگا۔

وفد ملنر کی رپورٹ اور لارڈ کرزن

لارڈ ملنر کی کمیشن گو مصر سے ناکام واپس گئی تھی۔ لیکن اراکین وفد مصریوں کی ناراضگی۔ ان کی قطع تعلق کی پالیسی اور آئے دن کے ہنگاموں سے بے خبر نہیں تھے۔ چنانچہ لارڈ ملنر کے وفد نے اپنی رپورٹ میں ایک یہ سفارش کی تھی۔ کہ مصر کے برطانوی افسروں کو ہٹا کر اُن کی جگہ مصریوں کا تقرر ہونا چاہئیے لیکن لارڈ کرزن نے جو کچھ عرصہ سے انگلستان کی وزارت خارجہ کے علمبردار ہیں۔ اس میں یہ ترمیم کی تھی۔ کہ انگریز افسروں کو بہ تدریج ہٹایا جائے۔ اور مصری افسروں میں بدستور سابق برطانوی مشیر رکھے جائیں۔ علاوہ ازیں مصر کے مالی اور عدالتی محکموں کا انتظام جس طرح اس وقت انگریز افسروں کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ اسی طرح آیندہ بھی ہوتا رہے تاوقتیکہ یہ اطمینان نہ ہو جائے۔ کہ اہل مصر میں خود اس کی قابلیت و اہلیت پیدا ہو گئی ہے۔

لارڈ کرزن کی اس تجویز سے مصریوں میں سخت ناراضگی اور برہمی پیدا ہوئی۔ اور عدلی پاشا وزیر اعظم نے اپنے جواب میں صاف طور پر کہدیا۔ کہ اہل مصر کسی حالت میں اس پر رضامند نہیں ہو سکتے۔ کہ وہ برطانیہ کے اس مطالبہ کو منظور کریں۔

مصری انارکسٹوں کے قاتلانہ حملے وزرائے مصر پر

باہمی ناراضگی و کشیدگی کے جذبات کم ہونے کی بجائے روز بروز بڑھ رہے تھے۔ مصری قوم پرست نہ صرف انگریزوں سے ہی ناراض تھے۔ بلکہ وہ مصر کی موجودہ حکومت سے بھی نالاں تھے۔ جو بالکل انگریزوں کے اشارہ پر چل رہی تھی یہی وجہ ہے کہ مصر کے نئے وزیراعظم وہبی پاشا پر جو خود بھی ایک قبطی عیسائی ہے ایک قبطی نوجوان نے جس کی عمر انیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ جنوری ۱۹۲۰ء میں بم پھینک کر اُس کو ہلاک کرنا چاہا لیکن وزیراعظم کی قسمت اچھی تھی۔ کہ وہ بال بال بچ گئے۔ نوجوان قاتل کے پاس علاوہ دو بموں کے دو بھرے ہوئے ریوالور اور ۲۵ زائد کارتوس بھی تھے۔ اور پرک ایسڈ کی ایک شیشی بھی تھی۔ جو اُس نے بوقت ضرورت خودکشی کرنے کے لئے پاس رکھی ہوئی تھی مگر وزیراعظم کی بائیسکل سوار محافظ پولیس نے جو ہمیشہ اُن کے ساتھ رہتی تھی۔ نوجوان قبطی کو فوراً گرفتار کر لیا۔

مصری انتہا پسندوں کی ان کارروائیوں سے مجبور ہو کر لارڈ ایلنبی نے ایک اعلان شائع کیا۔ کہ مجلس واضع قوانین۔ پراونشل کونسلیں اور اُن کے ممبر کوئی ایسا جلسہ نہ کریں۔ جو قانونی حدود سے متجاوز ہو۔ تمام ان ممبروں کو جو ایسے جلسوں میں شرکت کریں گے۔ یا ان غیر آئینی تجاویز کے متعلق رائے دیں گے۔ وہ قانونی طور پر جوابدہ سمجھے جائیں گے۔

۲۵ اپریل ۱۹۲۰ء کو زاغلول پاشا نے ایک طویل تقریر میں بیان کیا کہ عدلی پاشا کے خیالات کی حمایت و معاونت صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ قوم پرستوں کی تجاویز کو منظور کرے۔

اس زمانہ میں مصر کی پولیٹیکل حالت اہم مصائب و تکالیف کا پیش خیمہ تھی خصوصاً اس لئے کہ زاغلول پاشا نے وزارت کو چیلنج دیا تھا۔ کہ وہ مارشل لا

اور سنسر کو موقوف کر دے۔ اور کونسلوں پر سے پابندیاں اٹھادی جائیں۔
وزیر اعظم پر قاتلانہ حملہ ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا۔ کہ مئی ۱۹۲۰ء کے
ہفتہ اول میں مصر کے صدر مقام (قاہرہ) میں کسی شخص نے ایک موٹر کار
پر جس میں حسین بے وزیر اوقاف سوار تھا بم پھینکا۔ موٹر ڈرائیور کو خفیف
سی چوٹ آئی۔ اور شبہ میں تین طالب علم جو اسی بم کے اثر سے زخمی
ہو گئے تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔
ان جاں ستاں حملوں سے ایوانِ وزارت کی بنیادیں متزلزل ہونے
لگیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اختتام مئی ۱۹۲۰ء سے پیشتر ہی
مصر کے وزیر اعظم وہبی پاشا نے بوجہ علالت استعفا دیدیا اور ان کی جگہ
توفیق پاشا نسیم جو وزیر داخلہ تھے۔ وزیر اعظم بنائے گئے نسیم پاشا سے لوگ
خوش نہیں تھے۔ بلکہ جب حسین پاشا وزیر اوقاف پر بم پھینکا گیا۔ تو قاہرہ کے
تمام بازاروں میں یہ افواہ پھیل گئی تھی۔ کہ نسیم پاشا پر بھی اسی قسم کا حملہ ہونے
والا ہے۔ چنانچہ وسط جولائی ۱۹۲۰ء میں جدید وزیر اعظم ہز ایکسلنسی نسیم پاشا
کو مار ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ آپ موٹر میں بیٹھے دفتر جا رہے تھے۔ کہ ایک
بم آکر پھٹا۔ شوفر اور چار راہگذر زخمی ہوئے۔ مگر نسیم پاشا بچ گئے۔ اور قاتل پکڑ
لیا گیا۔ انقلاب پسندوں کی ان حرکات پر زاغلول پاشا اور دیگر امن پسند
حامیانِ ملت کو بہت افسوس تھا۔ اور انہوں نے نوجوانوں کے اس
بے جا جوش پر جس سے ملک کو فائدہ کی بجائے نقصان کا اندیشہ تھا۔ علانیہ
اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

زاغلول پاشا کی یورپ کو دوبارہ روانگی

ان واقعات و حالات کا انگلستان میں یہ اثر ہوا۔ کہ رفتہ رفتہ مصر میں
اس قسم کی خبریں آنے لگیں۔ کہ ملز وفد کے ایک ممبر نے مصری قوم پرستوں کے

سو اور سعد زاغلول پاشا کو لنڈن میں مسئلہ مصر کے متعلق اصولی بحث کیلئے بلایا ہے۔ پاؤنیر (الہ آباد) نے ان خبروں پر اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ اُس کو کسی نے دعوت نہیں دی۔ بلکہ وہ خود ملز مشن کے سامنے اپنے خیالات ظاہر کرنے کا خواہشمند ہے۔ اس اندیشہ سے کہ اگر مشن نے یک طرفہ رائے لکھدی تو قوم پرست اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ پاؤنیر یا اُس کے نامہ نگار کا قیاس اتنے نامور محب وطن کے بیان کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ بہرحال زاغلول پاشا اپنے چپند قوم پرست ساتھیوں کے ہمراہ اپنے ملک کی آزادی کی جدوجہد کے لئے پھر یوروپ کو روانہ ہوگئے۔

زاغلول پاشا پر عدم حمایت خلافت کا الزام

زاغلول پاشا نے دوسرے سفر یوروپ میں پیرس میں بھی قیام کیا۔ وہاں کے ایک فرانسیسی مدبر نے آپ کے متعلق ایک اخبار میں لکھا کہ زاغلول پاشا مصری قوم پرست لیڈر اور مصری وفد صلح کا صدر اعظم مسئلہ خلافت میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا۔ اور نہ خلافت کی آزادی اور اس کی برقراری ہی کیلئے کوشاں ہے۔ اس شر انگیز الزام کا جواب زاغلول پاشا نے "مسلم اوٹ لک" کے ذریعہ دیا۔ کہ میں یوروپ میں صرف ملکی اغراض کے لئے وفد لیکر آیا ہوں۔ ہمارے مسئلہ سے خلافت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر مسئلہ خلافت سے مجھے انکار نہیں ہے۔ میرے جذبات و خیالات خلافت کے متعلق ویسے ہی ہیں۔ جیسے ہر مسلمان کے ہیں۔

زاغلول پاشا سے لنڈن میں ایک نمایندہ اخبار کی ملاقات

ولایتی اخبار ویسٹ منسٹر گزٹ نے زاغلول پاشا کے پاس ان کی آمد

لنڈن کے موقعہ پر اپنا نمایندہ بھیجا۔ اور حالات مصر کے متعلق ان کی رائے دریافت کی۔ آپ نے جواب میں فرمایا موجودہ وزرائے مصر کا نہ تو ملک میں کچھ اثر ہے۔ اور نہ اُن کا کوئی اصول ہی ہے۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ بعض مصری نوجوان وزیر اعظم اور دیگر وزرا پر حملے کر رہے ہیں۔ یہ فسادات ملک کے امن اور ملک کی ترقی کے لئے سخت مضر ہیں۔ نہ صرف میں بلکہ میرے تمام قوم پرست ہمراہی ان فسادات کے سخت مخالف ہیں۔ لیکن ہر ملک میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو نے جا جوش میں ملک کے مفاد کا خیال نہیں رکھتے۔ اہل مصر آزادی کے خواہاں ہیں۔ اور وہ ان وزرا کے سخت مخالف ہیں۔ جو مصر کو برطانیہ کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر وہ اس قسم کے حملوں کو بھی پسند نہیں کرتے۔ جو بعض لوگوں کی طرف سے ان پر ہو رہے ہیں۔

لارڈ ملز اور زاغلول پاشا مسائل مصر پر

اکتوبر میں انگریزی اخبارات نے دفعتاً یہ خبر پہنچائی کہ ستمبر ۱۹۲۰ء میں ملز کمیشن اور سعد زاغلول پاشا اور ان کے نمایندوں نے ان شرائط پر مواہیر ثبت کردی ہیں۔ جو آزادی مصر کے لئے انگریزوں اور مصریوں میں طے ہوئی تھیں۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ زاغلول پاشا ان شرائط کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ عذر یہ ہے کہ جب تک اہل مصر ان شرائط پر اپنی رضامندی ظاہر نہ کردیں۔ میں ان کی تصدیق کے لئے قاصر ہوں۔ اسی بنا پر پاشائے ممدوح نے اپنے چار نائیبین مصر میں بھیجے۔ کہ ان شرائط کے متعلق عامۂ اہل مصر کے صحیح خیالات وجذبات معلوم کریں۔

ہندوستانی اخبارات نے مصر کی آزادی پر زاغلول پاشا اور دیگر تمام قوم پرستوں کو مبارکباد دی۔ مگر تعجب ہے۔ کہ خود اہل مصر اس

آزادی کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ بلکہ بعد کی خبروں اور تفصیلات نے آزادیٔ مصر کے اس طلسم باطل کو بالکل بے نقاب کر دیا۔ ان خبروں نے بتا دیا کہ مصر کو صرف داخلی آزادی حاصل ہوئی ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ ہی یہ شرط رکھی گئی ہے۔ کہ جب کبھی ملک کے اندر کسی قسم کی بدامنی ہو۔ تو برطانیہ کو فوراً مداخلت کا حق حاصل ہوگا۔ مصر کو اس بات کا مطلقاً اختیار نہیں کہ وہ برطانیہ کی پالیسی کے خلاف کسی ملک سے عہدنامہ کرے۔ مصر والے غیر ملکیوں کے متعلق کوئی قانون پاس کرنا چاہیں گے۔ تو سفیر برطانیہ کو اسے نامنظور کر دینے کا حق حاصل ہوگا۔ نہر سویز پر انگریزی قلعہ نشین فوج موجود رہیگی۔ اور سوڈان پر جسے مصر کی کنجی سمجھا جاتا ہے۔ برطانیہ کا اقتدار بدستور قائم رہے گا۔ ظاہر ہے کہ ان شرطوں نے اندرونی آزادی کی اہمیت کو بھی بالکل باطل کر دیا۔ اور بتا دیا کہ آزادی کا یہ اعلان محض ایک خوشنما سراب تھا۔

یہی وجہ تھی کہ زغلول نے ان کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

مصر کی غلامانہ آزادی پر اہل مصر کے خیالات

برطانیہ اور آئرلینڈ کی مصری انجمنوں نے مجوزہ معاہدہ مابین برطانیہ و مصر کے متعلق ایک رسالہ شائع کیا جس میں انہوں نے اس تجویز کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہمیں تو مجوزہ معاہدہ کی شرائط میں ایک بات بھی ایسی نظر نہیں آتی۔ جو ہمارے لئے تخلصی و آزادی کی شرافت ہو۔ اگر یہ تجویز تسلیم کر لی گئی۔ تو اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ مصر ایک مستقل علاقہ محروسہ و مقبوضہ بن جائے گا۔ انہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ پیش کردہ معاہدہ میں اس امر کی کوئی ضمانت موجود نہیں کہ جو حکومتیں معاہدہ وارسیلز کے رو سے مصر کو برطانیہ کا ایک علاقہ محروسہ سمجھتی ہیں۔ وہ بھی مصر

کی آزادی و خود مختاری کو تسلیم کر لیں گی۔ خود مختاری کی اصطلاح محض فریب کاری ہے۔ جو برطانی سیادت کو قانونی صورت دینے کے لئے وضع کی گئی ہے۔

وفد مصری کے اراکین جو زاغلول پاشا نے مصر میں روانہ کئے تھے۔ وہ جب اپنے وطن کے قوم پرستوں سے ملے۔ تو انہوں نے اس قسم کی غلامانہ آزادی قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور واپس آکر لنڈن میں لارڈ ملز سے یہ بیان کیا کہ مصری آپ کی شرائط کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب تک متعدد مسائل پر اُن کے حسب دلخواہ فیصلہ نہ ہو جائے۔ خصوصاً برطانیہ کے اقتدار شہنشاہی کا ہاتھ مصر پر سے اٹھا نہ لیا جائے۔ اس وقت تک مجوزہ معاہدہ ناقابل تسلیم ہے۔ چنانچہ انہوں نے جو قطعی اور آخری جواب دیا اس میں برطانوی تجاویز کو مسترد کر کے ذیل کے مطالبات لکھے۔

(۱) کامل خود مختاری۔

(۲) برطانوی افواج کا قطعی اخراج۔

(۳) غیر ملکی افسروں کی برطرفی اور ان کا معاوضہ۔

(۴) نہر سویز کے ایشیائی ساحل پر دس سال تک برطانیہ کو فوجی گارد رکھنے کی اجازت۔

(۵) معاہدہ تیس برس کے بعد قابل تجدید ہوگا۔

سعد زاغلول پاشا کے نئے مطالبات

زاغلول پاشا۔ لارڈ ملز کے مشن سے کسی صحیح نتیجہ پر نہ پہونچنے کی وجہ سے پیرس چلا گیا۔ وہاں اس نے مارچ ۱۹۲۱ء میں اپنے نئے مطالبات کا اظہار کیا جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) میں نئی مجلس وزراء کی تائید کرونگا۔ بشرطیکہ مارشل لاء اور سنسر شپ ہٹا دیئے جائیں۔

(۲) ایک باقاعدہ وفد گورنمنٹ برطانیہ سے مل کر لارڈ ملنر کی تجاویز پر غور کرے۔

(۳) اس ڈیپوٹیشن کی سرکردگی میرے ہاتھ میں ہو۔

زاغلول پاشا کے ان مختصر سے مطالبات کے تار نے مصر کے سیاسی حلقوں میں بڑا اضطراب پیدا کر دیا۔

سعد زاغلول پاشا پر اہل مصر کا اعتماد

سعد زاغلول پاشا وطن سے باہر جو خدمات اپنے وطن کی ادا کر رہا تھا اُس پر مصری قوم پرستوں کی مرکزی مجلس نے اپنے کامل اعتماد کا تار روانہ کیا۔ اُس تار کے جواب میں زاغلول پاشا نے جو تار مرکزی مجلس کے اعلےٰ عہدہ دار محمود سلیمان پاشا کو دیا۔ اُس کا ضروری خلاصہ یہاں درج کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مرکزی مجلس نے عموماً اور آپ نے خصوصاً جو اعتماد میرے متعلق ظاہر کیا ہے۔ اس سے مجھے بے انتہا مسرت ہوئی۔ میں نے اپنے ضمیر کی آواز اور ملک کے اغراض و مقاصد کو مدنظر رکھ کر جو راہ اختیار کی ہے اس میں آپ حضرات کی حمایت و اعانت میرے نزدیک بہت قیمتی اور عزیز ہے میں پھر ایک دفعہ اپنے یارانِ وطن کو یقین دلاتا ہوں کہ جن اصولوں نے ہمیشہ ہماری رہنمائی کی ہے۔ اُن پر میں ہمیشہ قائم رہونگا۔ اور میرے ثبات اقدام میں کوئی طاقت تزلزل پیدا نہ کر سکے گی۔ خدا کے فضل و کرم اور قوم کے اتحاد و اتفاق سے ہمیں پوری اُمید ہے۔ کہ مصر آخری رکاوٹوں پر بھی فتح پائیگا۔

اعتماد و اعتبار کے تاروں کا تبادلہ آپس میں اس غرض سے ہوا کہ آزادی مصر کے دشمنوں نے کچھ عرصہ سے یہ افواہ اڑا رکھی تھی۔ کہ زاغلول پاشا

اور ان کے رفیق ممبران مصری وفد میں ناچاقی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس ناچاقی کی خود ساختہ وجہ بھی ساتھ ہی بتا دی گئی۔ کہ زاغلول پاشا انگریزی کمیشن کی سفارشات کی بنا پر انگلستان سے سمجھوتہ کر لینے پر آمادہ ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ زاغلول پاشا اور اس کے ساتھیوں کا جذبۂ خودداری اپنے مطالبات سے کبھی دست بردار نہ ہوا۔

زاغلول پاشا کی مراجعت وطن

پیرس اور لنڈن کے مدبرین سلطنت کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرنے کے بعد جب زاغلول پاشا اپنے رفقائے جلیل القدر کے ساتھ مصر میں واپس آئے تو سکندریہ کے مدرسہ عباسیہ کے طلباء ان کے خیر مقدم کیلئے سٹیشن پر چلے گئے۔ ہیڈ ماسٹر نے ناراض ہو کر ان سب کو سکول سے نکال دیا۔ اس پر سکندریہ کے دیگر تمام مدارس کے طلباء نے مقاطعہ کر دیا۔ حکومت مصر نے ناراض ہو کر تمام ثانوی مدارس بند کر دیئے۔ اور حکم جاری کر دیا کہ جب تک اس امر کا یقین نہ دلایا جائے گا۔ کہ طلباء سیاسی تحریکات میں حصہ نہ لیں گے اس وقت تک مدارس نہ کھولے جائیں گے۔

زاغلول پاشا ۶ اپریل ۱۹۲۱ء کو قاہرہ پہونچے۔ جہاں اُن کی آمد پر بیحد خوشی اور شادمانی منائی گئی۔ زاغلول پاشا کا سفر قاہرہ تک ایک فاتحانہ کوچ کی طرح تھا۔ رستے میں انبوہِ خلایق ان کے خیر مقدم کو موجود تھے۔ ہر سٹیشن پر لوگوں کی بھیڑ موجود تھی۔ بدوی سوار ریل گاڑی کے ساتھ ساتھ گھوڑے دوڑاتے چلتے تھے۔ کئی پُرجوش اشخاص گاڑی کی چھت پر بیٹھ کر قاہرہ تک ساتھ پہونچے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ قاہرہ کے بازاروں میں چار لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا جس میں اکثر لوگ دیہات سے آئے ہوئے تھے۔ اور کثیر التعداد عورتیں بھی شریک تھیں۔ انتظام نہایت عمدہ تھا۔ دن بھر

تعطیل منائی گئی۔ اور شہر کو سبز پام کے پتوں سے اور مختلف قسم کی خوشنما جھنڈیوں سے دلہن کی طرح آراستہ کیا گیا۔

زاغلول پاشا کا پیغام اہل مصر کے نام

زاغلول پاشا نے وطن پہونچکر اہل وطن کے نام ایک پیغام شایع کیا۔ اس میں ان تمام شکوک و شبہات کو جو اس محب وطن کے متعلق دشمنان مصر نے پھیلا رکھے تھے۔ بے معنی قرار دیا۔ زاغلول پاشا نے اپنے پیغام کے ذریعہ اعلان کیا کہ مصری قوم کے مطالبات کے مطابق جو لوگ کام کرنا چاہتے ہیں۔ میں اُن کے ساتھ مل کر کام کرنے کو تیار ہوں۔ میری خواہش ہے۔ کہ برطانیہ کے تحفظ کے پھندے سے مصر آزاد ہو۔ اور جو مراعات غیر ممالک کو مصر میں حاصل ہیں۔ وہ منسوخ ہوں اور انگریزوں سے جو معاہدہ ہو۔ وہ مساوات کے اصول پر ہو۔

احرار مصر کے مطالبات کا اظہار ذیل کے الفاظ میں کیا گیا۔ اہل مصر کوئی ایسا معاہدہ تسلیم نہیں کر سکتے جو ملز کی تجاویز پر مبنی ہے۔ تاوقتیکہ مصر کی اصلاح مصری مطالبات کے مطابق نہ کی جائے۔ مصری وفد بظاہر گفت و شنید کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ پروٹیکٹوریٹ (حفاظت مصر) منسوخ کی جائے مصر کی اندرونی و بیرونی خود مختاری تسلیم کی جائے۔

وزارت مصر کو زاغلول پاشا کا چیلنج

۲۵ اپریل ۱۹۲۱ء کو زاغلول پاشا نے ایک زبردست تقریر کی اور مصر کے وزیر اعظم عدلی پاشا کو چیلنج دیا کہ وزارت کے ساتھ مل کر کام کرنا میرے لئے اس امر پر منحصر ہے۔ کہ وزارت میری شرائط مان لے۔ نیز یہ بھی کہا کہ موجودہ وزارت ملک کی ہرگز . . . . .

قائم مقام نہیں ہے۔ مارشل لا منسوخ کر کے اخبارات پر سے نگرانی اٹھالی جائے نیز لنڈن کو جو وفد مصر اور برطانیہ کے درمیان تصفیہ کے سوال پر بحث کرنے کے لئے جارہا ہے۔ اور جس کے سرکردہ خود عدلی پاشا ہیں۔ اس وفد میں مجھ کو نہ صرف شامل کیا جائے۔ بلکہ مجھے اُس کا صدر بنایا جائے۔

زاغلول پاشا مصر میں وہی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو آئرلینڈ میں مسٹر ڈی ولیرا کو اور ہندوستان میں مہاتما گاندھی کو حاصل ہے۔ وہ مسلمہ طور پر مصر کے سب سے بڑے لیڈر ہیں۔ اور ملک کی ایک بہت بڑی جماعت اُن کے پیچھے ہے۔ چنانچہ وزارت مصر اُن کے چیلنج کا مقابلہ کرتے ہوئے نخرا رہی تھی۔

مصر کے بلوے اور انتہا پسندوں کے مظاہرے

عدلی پاشا وزیر اعظم کی سرکردگی میں جو وفد مسائل مصر کا تصفیہ کرنے کے لئے لنڈن جانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ مصر کے تمام قوم پرست اس وفد کے خلاف تھے۔ ان کو اندیشہ تھا۔ کہ عدلی پاشا چونکہ وزیر اعظم ہے۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کا دست نگر ہے۔ اس لئے مصر کی حکومت خود اختیاری کو اس وفد سے فائدہ کے بجائے نقصان پہنچے گا۔ اُن کی انتہائی کوشش یہ تھی۔ کہ یہ وفد لنڈن نہ جاسکے۔

چنانچہ قاہرہ میں اس وفد کے خلاف قریباً ہر روز مظاہرے ہوتے تھے اور لوگوں کے جذبات کو بھڑکایا جاتا تھا۔ آخر ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء کو دفتر وزارت کے نواح میں سخت فساد ہوا۔ مظاہرہ کنندوں نے گھوڑ چڑھی پولیس پر لاٹھیوں پتھروں اور ریت اور لوہے سے بھری ہوئی بوتلوں اور آہنی جنگلوں سے حملہ کیا۔ اور تین گھوڑے لنگڑے کر دئے۔ پولیس کو گولی چلانے کی ممانعت تھی۔ مصری نیزہ باز آگئے۔ اور انہوں نے فساد رفع کیا۔ ایک قتل اور کئی لوگ

مجروح ہو گئے۔ دوسرے دن وسیع پیمانہ پر بلوے ہوئے۔ گیارہ زخمی ہوئے اور تین بلوائی مارے گئے۔ قاہرہ کی طرح سکندریہ میں بھی مظاہرے اور فساد ہوتے رہے جس میں کئی اشخاص مارے گئے۔ حکم دیا گیا کہ کوئی شخص دس بجے شب کے بعد گھر سے باہر نہ نکلے۔ سکندریہ میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ ۳۰ مصری اور ۱۲ یوروپین مقتول اور ایک ایک سو یوروپین اور مصری مجروح ہوئے ہیں۔ قاہرہ میں اعلان کر دیا گیا کہ امن پسند شہری مفسدہ پردازوں کو دیکھتے ہی فرار ہو جائیں۔ یا چھپ جائیں ورنہ ان کا اتفاقیہ طور پر گولی سے مر جانا ممکن ہے۔

حکومت کی طرف سے یہ اعلان بھی ہوا کہ جمہور کسی قسم کا مظاہرہ نہ کریں ورنہ پولیس اور فوج ان کی روک تھام کرے گی۔ جو شخص فوج اور پولیس پر حملہ آور ہو گا۔ گولی سے مارے جانے کا مستوجب ہو گا۔

ان حالات میں زاغلول پاشا نے ۲۴ مئی کو سلطان مصر کے نام ایک خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ مجلس وزارت ہی تمام فسادات کی ذمہ دار ہے۔ کیونکہ اس کا فعل قول کے خلاف ہے۔

زاغلول پاشا کی ملاقات ٹائمز کے قائم مقام سے

لنڈن کے نامور اخبار ٹائمز کے نامہ نگار مصر متعینہ قاہرہ نے زاغلول پاشا کے ساتھ مصر کی پولٹیکل حالت کا موازنہ کرنے کے لئے جو ملاقات کی اسکا تذکرہ کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے۔ زاغلول پاشا معمول کے موافق میرے ساتھ نہایت فراخدلی سے پیش آئے۔ انہوں نے بتایا میری آمد کے وقت ہزارہا لوگ بازاروں میں چکر لگاتے دیکھے گئے۔ مگر خوشی کی بات ہے کہ کوئی افسوسناک واقعہ پیش نہیں آیا۔

زاغلول پاشا نے مارشل لا کے نفاذ اور سنسر کے قیام کے خلاف

سخت غم و غصہ کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ معمولی قانون مطابع ہی حکام کے ہاتھ میں ایک زبردست ہتھیار ہے۔ اس لئے سنسر کا اضافہ نہایت ہی تکلیف دہ ہے۔ اور یہی حال مارشل لاء کا ہے میں صاف الفاظ میں کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر اس کے نفاذ سے انگریزوں کا منشاء یہ ہے۔ کہ مارشل لاء تلوار کی طرح ہمیں خوف زدہ اور مرعوب کرنے کے لئے ہمارے سر پر لٹکتا ہے۔ تو یہ کبھی مفید ثابت نہ ہو گا۔

کہا جاتا ہے کہ مارشل لا اس لئے ضروری ہے کہ حکومت کو ٹیکس کی وصولی میں اس سے مدد مل سکتی ہے۔ مگر میں چند ہزار پونڈوں کے طمع کیلئے اپنے ملک کی آزادی کو بیچنا پسند نہیں کرتا۔ اور مارشل لاء سے ہماری شرافت کو بٹہ لگتا ہے۔ اس لئے اگر انگریز مصریوں کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہ سنسر اور مارشل لا کو موقوف کر دیں۔ اس کے بغیر ناممکن ہے کہ ان میں اور مصریوں میں کوئی مصالحت ہو سکے۔

جب نامہ نگار نے ان سے پوچھا۔ کہ اگر مارشل لاء اور سنسر ہٹا دیے جائیں تو کیا آپ مصالحت کرنے پر رضامند ہو جائیں گے۔ زاغلول پاشا نے کہا ہاں۔ اگر میری پیش کردہ شرائط کو بھی منظور کر لیا جائے۔ آپ نے نامہ نگار سے یہ بھی کہا میرا فیصلہ قطعی نہیں ہو گا۔ بلکہ مصر کے اہل الرائے کو اجازت ہوگی۔ کہ اگر آخری فیصلہ ان کی خواہشات اور مرضی کے موافق نہ ہو۔ تو وہ مسترد کر دیں۔

زاغلول پاشا اور عدلی پاشا وزیر اعظم مصر

زاغلول پاشا نے وزارت مصر (عدلی پاشا) کو اپنے مطالبات بتائے۔ کہ وہ ان کی تائید کرے۔ اور ملک میں دو پارٹیاں نہ ہونے دے لیکن عدلی پاشا کی وزارت نے زاغلول پاشا کے مطالبات نامنظور کر دیئے جس پر

زاغلول پاشا نے اعلان کر دیا کہ اگر وزارت اپنے رویہ قائم رہی تو میں کوئی سرکاری گفت و شنید نہ کرونگا۔ اسی دن (۲۹ اپریل ۱۹۲۱ء) کو عدلی پاشا نے بھی رپوٹر کے نامہ نگار سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور کہا میری وزارت نے محکمہ احتساب سے وہ چیزیں اور مضامین رکوانے کا کام لیا ہے جو زاغلول پاشا کے متعلق تھے۔ میں نے ملازمین سے کہہ دیا ہے کہ زاغلولی مظاہروں اور تحریکوں میں کوئی حصہ نہ لو۔ اور یہی ضبط و آئین کا تقاضا ہے۔

عدلی پاشا کے اس فیصلہ نے کہ میں اپنی تجویز پر کاربند رہونگا۔ اور حکومت برطانیہ کے ساتھ سرکاری گفت و شنید کرونگا۔ اور زاغلول پاشا کی اس تحریک نے کہ عدلی پاشا کی وزارت پر مصری قوم کو کوئی اعتبار نہیں ہے۔ مصری وفد کے دو فریق بنا دئے۔

عدلی پاشا کے ساتھ عدالت مرافعہ کے صدر اور دیگر تمام جج اور سرکاری عہدہ دار تھے۔ اور اس سرکاری وفد پر پورا پورا اعتماد رکھتے تھے۔

حزب الاحرار زاغلول پاشا کیساتھ تھی تمام قوم تھی۔ اور قوم کے اعتماد ہی کے بھروسہ پر اس نے یہ اعلان کر دیا تھا۔ کہ مصری وزارت اپنا اعتماد کھو چکی ہے اس لئے وزارت کو نظر انداز کر کے اب ہمیں صرف انگلستان کے مقابلہ کے لئے کمربستہ ہونا چاہئے۔

ان اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ یکم مئی ۱۹۲۱ء کو نواح قاہرہ میں ایک بلوہ ہو گیا۔ جس میں پولیس نے گولیاں چلائیں۔ دو مظاہرین مارے گئے اور بہت سے گھائل ہوئے گورنر بھی اطلاع پاکر قاہرہ سے دوڑ آیا۔ لوگوں نے اس کا موٹر جلا دیا۔ اور اُسے محبوس کر دیا مگر جب ایک سو مصری فوج قاہرہ سے امداد کو آگئی۔ تو سب مظاہرین منتشر ہو گئے۔

عدلی پاشا کے وفد کی روانگی انگلستان کو

باوجود اہل مصر کی ناراضگی کے آخر کار یکم جولائی ۱۹۲۱ء کو عدلی پاشا کا سرکاری وفد مصر کے مستقبل

پروناٹ برطانیہ کے ساتھ بحث کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ وفد کے الوداعی جلسہ میں سرکاری اثر سے اٹھارہ سو مہمان شریک تھے۔

مصری وفد نے لنڈن پہونچتے ہی اپنا کام شروع کر دیا۔ چنانچہ ۱۲ جولائی کو عدلی پاشا وزیر اعظم مصر نے دفتر خارجیہ انگلستان میں جاکر لارڈ کرزن سے ملاقات کی۔ اور ۱۳ جولائی سے باضابطہ اجلاس شروع ہو گیا۔

لارڈ ایلنبائی کے اعلان پر زاغلول پاشا کا اظہار پسندیدگی

اسی اثناء میں لارڈ ایلن بائی ہائی کمشنر نے مصر کو مراعات دینے اور اس کے ساتھ مراسم دوستانہ میں اضافہ کرنے کا اعلان کیا۔ اس پر زاغلول پاشا نے پھر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور لکھا کہ ہم آپ کے اعلان پر اظہار پسندیدگی کرتے ہیں۔ اور اہل مصر برطانیہ کی دوستی کو شکریہ کے ساتھ قبول کریں گے لیکن انگلستان کو جو ڈیپوٹیشن بھیجا گیا ہے۔ اس پر اہل ملک کو ہرگز اعتماد نہیں ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے۔ کہ مصر کی وزارت مستعفی ہو جائے اور نیشنل اسمبلی کا اجلاس ہو۔ جو برطانیہ کے ساتھ گفت و شنید کے سوال کا فیصلہ کرے۔

زاغلول پاشا کے اخبار کی بندش اور ایک مصری شہزادہ کی جلاوطنی

عدلی پاشا تو لنڈن چلا گیا۔ لیکن اس کی ہم خیال قائم مقام وزارت موجود تھی۔ اس نے زاغلول پاشا کی تحریکوں کے تہس نہس کرنے میں بڑی سرگرمی کا اظہار کیا۔ زاغلول پاشا کا ایک بہت بڑا حامی شہزادہ عزیز حسن تھا جس کے مستحکم خیالات اور غیر متزلزل ارادوں اور جس کی حیرت انگیز اخلاقی جرأت سے زاغلول پاشا کو بڑی مدد ملا کرتی تھی۔ وزارت مصر نے اس محب الوطن شہزادہ کو حکم دیا کہ ۱۰ جولائی تک مصر سے باہر نکل جائے۔

ورنہ اُسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جائے گا۔
قوم پرست شہزادہ کی جلاوطنی کے بعد حکومت مصر نے زاغلول پاشا کے اخبار کی طرف توجہ کی جس کی پُرجوش تحریروں نے نوجوانانِ مصر میں ایک روح پیدا کر دی تھی۔ چنانچہ حکومت کے ایماء و حکم سے یہ قوم پرست اخبار چھ ماہ کے لئے بند کر دیا گیا۔
بندش اخبار کے لئے مدت تعیین کرنے کا مطلب یہ تھا۔ کہ اس اخبار میں مصری وفد کو جو بالکل سرکاری وفد تھا۔ قوم کی نظروں میں غیر معتبر بنانے اور ظاہر کرنے کے لئے زور دار مضامین جن سے احساسات میں تازگی عزم میں استقلال۔ دلوں میں حرکت اور حرکت میں سرگرمی پیدا ہوتی تھی۔ لکھے جاتے تھے۔ حکومت نے اس خیال سے کہ جب تک وفد انگلستان میں ہے۔ اس قسم کی برانگیختہ کرنے والی تحریریں شائع ہونی مناسب نہیں ہیں۔ اخبار کو بند کر دیا۔ لیکن اس امر سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ جب کسی ملک میں حقیقی ترقی اور آزادی کی ہوا پھیل جاتی ہے۔ تو پھر نہ تو وہ اخبارات کے بند کرنے سے رُک سکتی ہے۔ اور نہ سخت و شدید احکام و قوانین کے اجراء و نفاذ سے اس کا سدّباب ہو سکتا ہے

زاغلول پاشا کی سرگرمیاں اور مصر میں بلوے

اخبار کے بند ہو جانے اور اپنے سب سے بڑے رفیق و حامی شہزادہ عزیز حسن کے جلاوطن ہو جانے کے بعد زاغلول پاشا ملکی جدوجہد میں سرگرمیوں کا سلسلہ جاری رکھنے اور اپنی تحریک کی اشاعت کے لئے وسط اکتوبر ۱۹۲۱ء میں خود قاہرہ سے باہر نکلے۔ سب سے پہلے وہ دریائے نیل کے بالائی علاقہ میں گئے۔ جہاں مقام اسیوط پر ۱۷ اکتوبر کو عدلی پاشا کے حامیوں اور آپ کے رفقاء میں جھڑپ ہو گئی۔ لاٹھی

چلی۔ پتھر پھینکے گئے۔ بلکہ گولی بھی چلائی گئی جس سے مجمع تو منتشر ہو گیا۔ مگر ایک مر گیا اور ۲۱ مجروح ہو گئے۔

حکام نے مزید فساد کے خوف سے زاغلول پاشا کو جہاز سے خشکی میں اُترنے کی اجازت نہیں دی۔ آپ نے جہاز ہی سے تقریر شروع کر دی اور لوگوں کو نہایت سکوت اور امن سے منتشر ہو جانے کی صلاح دی۔ یہاں سے زاغلول پاشا مقام صواغ پر گئے۔ خیر مقدم کیلئے بہت سے آدمی جمع تھے۔ حکام نے اور مجلس استقبالیہ کے اراکین نے اس خیال سے کہ کہیں گڑبڑ نہ ہو جائے یہی بہتر خیال کیا۔ کہ جہاز پر ہی زاغلول پاشا سے ملاقات کر لیں۔ چنانچہ اُنہوں نے زاغلول پاشا کو مشورہ دیا کہ وہ جہاز سے نہ اُتریں۔

۲۰ اکتوبر کو زاغلول پاشا مقام ضرغہ میں پہنچے۔ جہاں پولیس والوں اور جمہور میں لڑائی چھڑ گئی۔ ۱۵ شہر والے اور ۹ پولیس کے ملازم مجروح ہو گئے۔ باشندوں کو شہر سے باہر جانے اور زاغلول پاشا کو جہاز سے اُترنے کی ممانعت تھی۔ حکام نے مجلس استقبالیہ کے صرف دس ارکان کو زاغلول پاشا سے ملنے کے لئے جہاز پر جانے کی اجازت دی۔ ان حالات و واقعات کے بعد وزارت داخلہ نے عاملان صوبجات بالائی مصر کے نام ہدایات جاری کر دیں۔ کہ وہ زاغلول اور اس وفد کی جماعت کے دیگر ارکان کو بالائی مصر میں کسی جگہ بھی جانے کی اجازت نہ دیں۔

لارڈ کرزن اور مصری وفد کی گفت وشنید

عدلی پاشا کو اپنے وفد کی کامیابی میں دو مشکلات کا سامنا نظر آ رہا تھا۔ ایک تو یہ کہ سکندریہ کے فسادات کا جس میں یورپین بھی ایک درجن

کے قریب مارے گئے تھے ۔ انگلستان پر بُرا اثر پڑے گا ۔ اور دُوسرے یہ کہ جو مسائل آج کل انگلستان میں چھڑے ہوئے ہیں ۔ اُن کی وجہ سے ممکن ہے ۔ وزارت خارجہ اس طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے ۔ چنانچہ انگلستان جا کر وفد نے دیکھا کہ مصر میں غیر ملکیوں کے حقوق کے مسئلہ کی وجہ سے بہت جوش پھیلا ہوا ہے اور فسادات سکندریہ نے اس کو اور بھی پیچیدہ اور مشکل بنا دیا ہے ۔ اٹلی ۔ یونان ۔ فرانس ۔ برطانیہ سب یوروپین جماعتوں کی حفاظت کے سوال کو مقدم سمجھ رہے ہیں ۔

وزیر خارجہ انگلستان (لارڈ کرزن) مدبرین انگلستان اور برطانوی اخبارات نے قریباً ایک ہی قسم کے خیالات ظاہر کئے ۔ کہ گذشتہ تین چار ماہ میں جو واقعات مصر میں گذر رہے ہیں ۔ انہوں نے فی الحقیقت یہ واضح کر دیا ہے ۔ کہ ۱۸۸۲ء میں مصریوں کے مزاج کی جو کیفیت تھی اس میں سر مو فرق نہیں آیا ۔ اور جب مصر کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا ۔ تو وہ آناً فاناً اندرونی جھگڑوں میں مبتلا ہو جائے گا ۔ جب ایسی صورت پیش آئے گی ۔ تو غیر ملکیوں کے حقوق کی حفاظت تو اک طرف وزارت کو خود اپنی حفاظت دشوار ہو گی ۔

وزارت خارجہ اور دیگر اسباب مصر کو امتحاناً نرم سی آزادی دینے کے حق میں تھے ۔ غیر ملکی باشندوں (یوروپین) کی حفاظت کا مسئلہ مقدم بتایا گیا ۔ اور یہ قرار پایا کہ گورنمنٹ مصر کو غیر ملکی باشندوں پر ٹیکس لگانے میں برٹش نمایندوں سے اجازت لینی پڑے گی ۔ زاغلول پاشا اور دیگر قوم پرست مصری اس قسم کی آزادی کے خلاف تھے ۔ وہ آزادی کو اپنا پیدائشی حق بتاتے تھے ۔ اور کہتے تھے کہ جو وعدے برٹش گورنمنٹ مصر کو کامل آزادی دینے کے ۴۰ سال سے کر رہی ہے اُن کو پورا کرے ۔

عدلی پاشا کے وفد کی ناکام واپسی

لارڈ کرزن ہندوستان کی وائسرئیلٹی کے زمانہ میں مسلمانوں پر یہاں تک مہربان تھے۔ کہ اُنہوں نے بظاہر صرف مسلمانوں کی خاطر بنگال کے دو ٹکڑے کر دئے تھے۔ لاہور میں ایک مرتبہ آئے۔ تو بادشاہی مسجد کو ایک لیمپ عطا کر گئے۔ جو اب تک مسجد میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں پر اور بھی عنایات کرتے رہے۔ انہی وجوہات سے ہندوستان کی دوسری قوموں نے مسلمانوں کو لارڈ کرزن کی چاہتی بیوی کا خطاب دیا۔ مگر جب لارڈ کرزن واپس لنڈن چلے گئے۔ اور وزارت خارجہ کا محکمہ اُن کے سپرد ہوا تو اُن کے اصلی جوہر ظاہر ہو گئے۔ مصر اور ایران و ٹرکی کی پامالی کے لئے جو کارنامے اِن کی ذات سے ظہور میں آئے۔ اُنہوں نے اُن کی مسلم نوازیوں کے اصلی خط و خال نمایاں کر دیئے۔ اور بتا دیا کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر جو تھوڑی بہت اُن کی نظر عنایت تھی۔ وہ محض اسرار حکومت کی نایاب و بیش قیمت کتاب کا ایک ورق تھی ؎

تجھے چاہا امید وصل کے ساتھ
مجھے اپنی غرض کی آرزو تھی

آزادیٔ مصر کے سوال کو کھٹائی میں ڈالنے اور جمہور اہل مصر کے جذبات و احساسات کو کچلنے میں وزارت خارجہ نے نہ صرف اسی بات پر زور دیا کہ مصر میں انگریزی محافظ سپاہ کا قیام ضروری ہے۔ بلکہ بقول اخبار انگلش مین لارڈ کرزن اس بات کے لئے بھی تیار نہیں تھے کہ وہ مصر کے مالی و عدالتی انتظامات سے برطانیہ کی نگرانی ہٹا لیں۔

سر ویلنٹائن چرول مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ مگر یہ خدا لگتی بات انہوں نے بھی کہہ دی۔ کہ اگر مصر کی آزادی کا کوئی قطعی فیصلہ نہ کیا گیا

تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مصر میں دونوں فریق متحد ہو جائیں گے۔ اور تمام اسلامی دُنیا میں ہمارے اس زبردستی کے قبضۂ مصر کے خلاف سخت جوش و خروش پیدا ہو جائے گا۔

عدلی پاشا ہر چند وزیر اعظم تھے۔ اور ہائی کمشنر برطانیہ کے زیر اثر تھے لیکن جب ان کو بتایا گیا۔ کہ برطانیہ نہر سویز کے علاوہ مصر کے اندرونی علاقہ میں بھی بعض مقامات پر انگریزی فوجیں رکھنی چاہتا ہے۔ تو عدلی پاشا نے اس بات کے ماننے سے صاف انکار کر دیا۔

اس سے پہلے اکتوبر کے آخری ہفتہ میں مصر کے معاہدہ خود مختاری پر عنقریب دستخط ہو جانے کی خبریں دُنیا کے ہر حصہ میں پھیلا دی گئیں۔ اور ظاہر کیا گیا کہ اس معاہدہ کے رُو سے برطانوی سیادت کی بجائے مصر کی طرف سے برطانیہ کے ساتھ ایک معاہدہ اتحاد ہوگا۔ لیکن مصری وفد دستخط کرنے میں ابھی تامل کر رہا ہے۔ اس کا خیال ہے۔ کہ شاید مصر کے انتہا پسند ان شرائط کو قبول نہ کریں۔

عدلی پاشا کا سب سے بڑا عذر یہ تھا۔ کہ اہل مصر اس بات پر تو آمادہ ہیں کہ برطانیہ ذرائع آمد و رفت کی حفاظت کے لئے نہر سویز پر کچھ فوج رکھ سکے۔ لیکن اندرون ملک میں اس کی فوج کا قیام و استحکام گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ جب اندرون مصر کے خاص خاص مقامات پر بھی انگریزی چھاؤنیاں قائم ہو گئیں تو آزادی مصر محض ایک مذاق ہے۔

سر ولنٹائن چرول نے ایک ملاقات میں یہ بیان کیا تھا۔ کہ برطانیہ اور مصر میں کسی قسم کا فیصلہ ہو سکنے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ عدلی پاشا کو اپنے عہدہ سے علیحدہ ہونا پڑے گا۔ کیونکہ مصر کی قومی مجلس سے اس قسم کے معاہدہ کی (جو برطانیہ پیش کر رہا ہے) تصدیق وہ نہیں کرا سکیں گے۔

آخر ۱۲ نومبر ۱۹۲۱ء کے ایک ولایتی تار نے جب یہ بتایا کہ عدلی پاشا

کے ساتھ مصر کا مسئلہ طے کرنے کے متعلق جو گفت و شنید ہو رہی تھی اس میں کامیابی نہیں ہو سکی اور مصری ڈیلی گیٹ مایوس ہو کر واپس آ رہے ہیں تو ملک میں اور زیادہ بے چینی پھیل گئی۔

لنڈن کے نامور اور موقر اخبار ٹائمز نے معاملات مصر کے نامکمل رہنے پر اظہار افسوس کیا اور لکھا ور اصل دفتر جنگ نے اندرون ملک میں فوجوں کے قیام پر زور دے کر معاملہ کو بگاڑ دیا۔ کیونکہ ان فوجوں کا قیام آزادی مصر کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ دوسری طرف زاغلول پاشا کی سرگرمیاں بھی اس معاملہ کو تعویق میں ڈال رہی ہیں۔ جنہوں نے علی الاعلان کہہ دیا ہے۔ کہ آزادی حاصل کرنے کے لئے ہم ہر طرح کی تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے اپنی جدوجہد کو برابر جاری رکھیں گے۔

برطانوی مدبروں کی اس کارروائی اور مسئلہ مصر کو طے نہ کرنے پر انگلستان کے دیگر آزاد خیال اخبارات نے بھی اظہار افسوس کیا اور لکھا بہتر تھا اگر اس وقت جبکہ سلطنت کے ہر حصہ میں بے چینی کے آثار ظاہر ہیں زیادہ وسیع الخیالی سے کام لیا جاتا۔

لارڈ ایلن بائی کا خط سلطان مصر کے نام

جب مصر اور بیرون مصر میں یہ خبر عام ہو گئی۔ کہ عدلی پاشا کا وفد ناکام واپس آ رہا ہے۔ تو ملک کی بڑھتی ہوئی بے چینی کو دیکھ کر لارڈ ایلن بائی نے ایک طویل خط سلطان مصر کے نام لکھا جس میں برطانوی حکومت کی طرف سے مصری معاہدے کے ادھورے رہ جانے پر اظہار تاسف کیا۔

خط کا مضمون ذیل میں درج ہے:-

گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں جس بات نے مصر اور برطانیہ عظمیٰ کے تعلقات کو جوڑے رکھا ہے۔ اور آئندہ ہمیشہ جوڑے رکھے گی۔ وہ نہ صرف

انگریزوں کے مفاد ہیں۔ جو مصر کے ساتھ وابستہ ہیں۔ بلکہ خود مصر کے مفاد بھی اس اتحاد کو چاہتے ہیں۔ سلطنت برطانیہ کے قیام کے لئے یہ ضروری ہے کہ مصری قوم اور مصر ہمیشہ خوشحال اور آزاد رہیں۔ ملک مصر اس راستہ پر واقع ہے۔ جو برطانیہ عظمیٰ اور ملک معظم کے مشرقی مقبوضات کو ملائے ہوئے ہے۔ چونکہ نہر سویز اور ملک مصر ایک دوسرے سے الگ نہیں۔ اس لئے موخر الذکر پر شاہی ذرائع آمد و رفت کی حفاظت بہت حد تک عاید ہوتی ہے۔

آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔ ہندوستان وغیرہ ملک معظم کے مقبوضات کی رعایا کی حفاظت کے لئے جن کی تعداد قریباً ۳۵ کروڑ ہے۔ یہ لازمی ہے کہ ملک مصر پر کسی غیر طاقت کا قبضہ نہ جم سکے۔ زمانہ گزشتہ میں ان ضروریات نے حکومت برطانیہ کو مجبور کیا تھا۔ کہ وہ ملک مصر کے ساتھ گہرے تعلقات پیدا کرے اور آیندہ بھی اُن کے سوائے کوئی چارہ دکھائی نہیں دیتا۔ جب پہلے پہل برطانیہ نے مصری معاملات میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ تو اس وقت ملک کی مالی حالت نہایت ابتر تھی اور علاوہ بریں ملک میں ہر طرف بدامنی کا دور دورہ تھا۔ مصری لوگ اس وقت دراصل ہر بیرونی حملہ آور کے رحم پر تھے۔ اور آج مصری قوم میں جو خود داری اور طاقت پیدا ہو گئی ہے۔ وہ دراصل انگریزی امداد اور رہبری کا نتیجہ ہے۔ حکومت برطانیہ نے مصر کو اس قابل بنا دیا ہے۔ کہ وہ بیرونی حملہ سے بے خوف و خطر ہو جائے۔ بہت سے مصری ملک میں انتظام کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ ملک کی مالی حالت نہایت اچھی ہو گئی ہے۔ اور آیندہ ترقی کی عمارت نہایت مضبوط چٹان پر قائم کر دی گئی ہے۔ حکومت برطانیہ نے کبھی مصریوں سے مالی امداد یا تجارتی رعایات کا مطالبہ نہیں کیا۔ بلکہ برخلاف اس کے مصری انگریزوں کی امداد اور رہبری سے مفت میں مستفیض ہوئے ہیں۔ جنگ کے آغاز میں جب مصر پر انگریزی محافظت کا اعلان کیا گیا تھا تو اس کا مدعا یہ تھا۔ کہ سلطنت برطانیہ اور مصر دونوں کے لئے جو خطرہ درپیش

ہے۔اس کا استعمال کیا جائے۔جب ٹرکی بھی جنگ کی آگ میں کود پڑی۔تو جنگ کا زمانہ زیادہ طویل ہو گیا۔اور اس وجہ سے ملک معظم کے مختلف مقبوضات کی رعایا کے ہزاروں آدمی قتل ہو گئے۔یا عمر بھر کے لئے ناکارہ کر دیئے گئے۔چنانچہ اب تک جو قبور گیلی پولی۔فلسطین اور عراق میں موجود ہیں۔وہ اس بات کی شہادت دے رہی ہیں۔کہ ٹرکی کے جنگ میں شریک ہونے کی وجہ سے حکومت برطانیہ کو کس قدر انسانوں کی قربانی دینی پڑی۔اس جنگ میں مصریوں کو کوئی قربانی نہیں دینی پڑی۔بلکہ اگر آج بنظر غور دیکھا جائے تو ملک مصر کی حالت جنگ سے پہلے کی نسبت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔اور آج مصریوں کے دلوں میں جو مکمل آزادی حاصل کرنے کے لئے جوش موجزن ہو رہا ہے۔وہ صرف انگریزی تدبیر اور اسلحہ کی بطفیل ہے۔آج بھی حکومت برطانیہ اس بات کا ذمہ اٹھا رہی ہے۔کہ وہ نہ صرف بیرونی دشمنوں سے ملک کی حفاظت کرے گی۔بلکہ آپ کو اندرونی امن قائم رکھنے کی مزید امداد کی ضرورت پڑے۔تو حکومت برطانیہ کو اس سے بھی دریغ نہ ہو گا۔

علاوہ بریں حکومت برطانیہ اس بات پر بھی تیار ہے۔کہ آپ کو حکومت کے مالی عدالتی انتظامی اور خارجی شعبوں میں بھی امداد اور مشورہ دے۔ان امور کے متعلق جو شرائط آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔وہ نہ صرف اس غرض سے ہیں۔کہ آپ کی حکومت خود اختیاری میں دست اندازی کی جائے بلکہ ان کی وجہ صرف یہ ہے۔کہ ان سے دوسری حکومتوں کی ناکہ بندی ہو جائے مجھے اس امر کے متعلق اظہار افسوس کرنا ہے۔کہ مصر برطانی ذمہ داریوں اور حقوق کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔حکومت برطانیہ کبھی اس بات سے آنکھیں بند نہیں کر سکتی۔کہ مصر کو بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے۔کہ انگریزی فوج کو وہاں مقیم رکھا جائے۔انگریزی حکومت مصری حکومت کو تسلیم کرنے کے لئے دل سے خواہشمند ہے۔مگر اس کے ساتھ

وہ چاہتی ہے۔ کہ مصر اور برطانیہ کے درمیان ایک ایسا معاہدہ قرار پا جائے جس سے دونوں حکومتوں کے مفاد اور مقاصد یکساں ہو جائیں چنانچہ اس غرض کو مدنظر رکھ کر حکومت برطانیہ مصر کو فوراً ایک شاہی حکومت تسلیم کرنے پر تیار ہے۔

حکومت برطانیہ کو اُمید تھی۔ کہ حکومت مصر دفتر خارجیہ کو قائم کر کے فوراً اپنے سفیر غیر ممالک کو روانہ کر دے گی۔ نیز حکومت برطانیہ اس بات کے لئے کوشاں ہوتی کہ مجلس بین الاقوامی میں مصر کو شامل کر لیا جائے۔ چونکہ ہز ہائینس کی حکومت نے شرائط معاہدہ کو نامنظور کر دیا ہے۔ اس لئے صورت حال بالکل بدل گئی ہے۔ مگر اس کا اثر حکومت برطانیہ کی حکمت عملی پر نہ پڑیگا بلکہ جو اصلاحات ملک میں جاری ہونے والی تھیں۔ ان پر جلد عمل درآمد ہو سکے گا۔ میں ملک معظم کی حکومت کی طرف سے یہ بیان کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ آیندہ بھی مصریوں کو سرکاری محکموں میں زیادہ ملازمتیں دی جائیں گی۔ نیز اعلیٰ عہدہ داروں کے لئے یورپینوں کی بجائے مصریوں کو بھرتی کیا جائے گا۔

حکومت برطانیہ دوسری سلطنتوں سے اس بات کے منوانے کے در پے ہو گی۔ کہ ملک مصر میں غیر ملکی باشندوں کے ساتھ کوئی خاص امتیاز روا نہ رکھا جائے۔ حکومت برطانیہ کا یہ بھی منشا ہے۔ کہ آیندہ کمانڈر انچیف کے اختیارات سول مصری حکام کو سپرد کر دئیے جائیں۔ اور جب قانون معاوضہ منظور ہو جائے۔ تو مارشل لا بھی اٹھا دیا جائے۔ ملک معظم کی حکومت یہ بھی بتا دینا چاہتی ہے۔ کہ انتہا پسند مصری لیڈر ملک کے لئے نہایت خطرناک ہیں انہوں نے ہمیشہ لوگوں کے درمیان شرائط صلح کے متعلق بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیز اپنے ملک کو ہمیشہ دوسری حکومتوں کی طرف سے خطرہ میں ڈالا ہے۔ آج کل تمام دنیا کو مالی مشکلات درپیش ہیں۔ اور ہر جگہ ایسی قومی

تحریک پیدا ہو گئی ہے۔ جو فساد برپا کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ ملک معظم کی حکومت نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ مصر و دیگر ممالک میں ایسی بد امنی کو زور سے کے ساتھ روکا جائے۔ مصری اس صورت میں ترقی کر سکتے ہیں۔ کہ سلطنت برطانیہ کی مخالفت کے بجائے اس کے ساتھ تعاون کریں۔ حکومت برطانیہ اپنے حکمرانی کے اصولوں کو تبدیل کرنا نہیں چاہتی۔ ہاں وہ وقتاً فوقتاً مصریوں کو زیادہ مراعات دینے پر آمادہ ہے۔

علمائے جامع ازہر کا پیام مصریوں کے نام

لارڈ ایلن بائی نے اپنے اعلان بنام سلطان مصر میں مصر اور سلطان مصر کی اشک شوئی کرنی چاہی تھی۔ سلطان نے تو کوئی جواب اس اعلان کا نہیں دیا اور اگر دیا ہے۔ تو کانفیڈنشل ہونے کی وجہ سے بیرونی دنیا کو اس کا علم نہیں ہو سکا۔ البتہ اہل مصر اس اعلان سے کھٹک اٹھے۔ بلکہ اکثر اعتدال پسند لوگ بھی انتہا پسندوں کے ساتھ مل گئے۔ یہاں تک کہ عدلی پاشا کے مستعفی ہونے کی افواہیں بھی اڑنے لگیں۔

مصر کی سب سے بڑی مذہبی جماعت علمائے جامع ازہر کا مقدس گروہ ہے۔ عدلی پاشا کی واپسی۔ قوم پرست مصریوں کے مطالبات کی پامالی اور سلطان مصر کے نام لارڈ ایلن بائی کی چٹھی سے متاثر ہو کر یہ مقدس گروہ بھی حجروں سے باہر نکلا۔ چنانچہ جنوری ۱۹۲۲ء کے آخری دنوں میں قریباً ۵۰ علمائے جامع ازہر نے ابنائے وطن کے نام حسب ذیل پُرجوش پیغام شائع کیا:۔

مصری قوم۔ آج نہایت خطرہ کی حالت میں ہے۔ اور یہ خطرہ تمام تاریخی واقعات سے اہم ہے۔ یہ ایسا وقت ہے۔ کہ تمام غیر ضروری باتوں کو ترک کر دینے کا حکم دیتا ہے۔

مصریو! صورت موجودہ نے ہر فرد قوم پر اس امر کو فرض کر دیا ہے۔ کہ وہ

اپنے مشاغل بلکہ اپنی ذات تک کو فراموش کر کے اپنے وطن کو (دشمنوں کے ہاتھوں سے) نجات دینے کی پوری کوشش کرے۔ اور اس خصوص میں جو امراوس کی قدرت میں ہو اس سے دریغ نہ کرے۔ تاکہ ملک کو اس خطرہ سے نجات حاصل ہو جس میں وہ مبتلا ہے (مخالف) قوت چاہتی ہے۔ کہ اپنی طاقت کی نمایش کر کے ہماری جدوجہد کو فنا کر دے (ایسی صورت میں ہم کو بھی اپنا فرض ادا کرنا چاہئے)

مصر کے اہل الرائے حضرات! آپ پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنی صائب رائے سے قوم کو ہدایت دیں۔ اور اس کی رہنمائی کریں۔ قوم اس وقت صائب و واضح رائے اور صحیح و پاکیزہ خیالات کی بہت زیادہ محتاج ہے۔

باشندگان مصر! آپ میں سے ہر فرد پر لازم ہے۔ کہ وہ قوم کے استقلال کی حفاظت اور مصری قوم کی عظمت و عزت کو قائم رکھنے کے لئے اس طریق عمل کو اختیار کرے۔ جو بہترین نتائج پیدا کرنے والا ہو۔ ملک آج کام کرنے والی ہستیوں کا بہت محتاج ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ کام کرنے ہی سے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

وطن دوستو! اپنے قلوب سے عداوت و انتقام کے جذبات کو نکال کر پھینکدو اور باہمی جھگڑوں کے خیالات کو دور کر کے متحد ہ کوشش کرو۔ اور ان مصائب و تکلیفات اور اذیتوں کو ہر وقت پیش نظر رکھو جو تم اٹھا چکے ہو اور ان اذیتوں کی پرواہ نہ کرو۔ جو وطن کی آزادی دلانے کی راہ میں تم کو اٹھانی پڑیں گی۔ اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھو۔ جب تک کہ ملک کی آزادی کے جہاز کو سلامتی کے ساحل تک نہ پہنچا لو۔

مجاہدین مصر! ہر جدوجہد اور کام کرنے والے شخص کا فرض اس وقت یہ ہے۔ کہ وہ اپنے خدا "صبر و عقیدت سے بھرے ہوئے ہاتھ اپنے بھائی کی طرف بڑھائے اور سب اس طرح متحد ہو کر کام کریں۔ کہ کسی قسم کا اختلاف

ظاہر نہ ہو قوم کے ہاتھ میں، جو ہتھیار کام دینے والا اور اس وقت موثر ہے وہ صرف باہمی اتحاد و اتفاق اور باہمی خلوص ہے۔

مصر کے باشندو! اتم میں سے ہر اس شخص کو جو مصر میں رہتا ہے۔ جان لینا چاہیئے۔ کہ جب کسی شخصیت کا مرتبہ بلند ہو جائے۔ اور وہ (شخصیت) قوم کی عظمت و حیات کی پروانہ کرے۔ یا جو شخصیت اپنی عظمت کو قائم رکھنے کیلئے قوم کی ذلت و اہانت کو روا رکھتی ہو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس نے قومی اور شخصی دونوں عظمتوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اور اس کے نزدیک قومی و شخصی عظمت کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اس لیئے اے باشندگان مصر! تمہارا فرض ہے۔ کہ اتحاد و عمل کی طرف دوڑو۔ اور رہنمایان قوم کی ہدایت پر ایسے راستہ کو اختیار کرو۔ جو تم کو آزادی و استقلال کی منزل پر پہنچا دے۔ تاکہ آئیندہ قومیں تمہاری اور تمہارے رہنمائیوں کی تمنا خواں ہوں۔ اور تاریخ کے صفحات تمہارے اعمال سے لبریز ہوں۔

قوت قابضہ یعنی (انگلستان) نے حضور مولانا السلطان (سلطان مصر) کی خدمت میں اس یادداشت کو پیش کر کے جس میں ذلت و غلامی کی شرائط درج ہیں۔ قوم کے جذبات کو بھڑکا دیا ہے۔ اور اس نے قوت قابضہ کے ہر اس ارادہ کے خلاف جو وہ کرنا چاہتی ہے۔ صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے اظہار نفرت کیلئے ہے۔

مصر میں ترک موالات کی آندھی

قومی تحریکوں کو قوت دینے کے لیئے زاغلول پاشا کی شخصیت ہی کچھ کم نہ تھی۔ کہ علمائے مصر نے بھی اس کے ہم آواز ہو کر اس کی تحریکات کی اشاعت و تبلیغ میں نمایاں حصہ لیا۔

چنانچہ انگریزوں سے عدم تعاون اختیار کرنے اور انگریزی مال کے

بائیکاٹ کر دینے کے متعلق زاغلول پاشا نے عربی زبان میں ایک پمفلٹ شائع کیا جس پر اس کے علاوہ آٹھ اور ممتاز ملکی رہنمایان قوم کے دستخط تھے اس پمفلٹ میں نہایت جوشیلے الفاظ میں اس بات پر زور دیا گیا تھا۔ کہ ہر محب وطن مصری کا فرض اول یہ ہے۔ کہ انگریزوں کے ساتھ کسی قسم کا معاشرتی و مجلسی تعلق نہ رکھے۔ مصری وزارت اس وقت تک مرتب نہ ہو۔ جب تک حکومت برطانیہ اپنی موجودہ حکمت عملی دور نہ کر دے۔ اہل مصر اپنے تمام معاملات صرف مصری حکام کے سامنے پیش کریں۔ انگریزی بنکوں سے روپیہ واپس لے لیا جائے۔ اور انگریزی جہازوں کے ذریعے مال تجارت روانہ نہ کیا جائے۔ مصری مزدور انگریزی جہازوں کا سامان اتارنا چڑھانا بند کر دیں۔ اور انگریزی مال کا کامل مقاطعہ کر دیا جائے۔

پمفلٹ شائع کرنے کے علاوہ ۲۲ دسمبر کو زاغلول پاشا نے طالبعلموں کے ایک مجمع میں ایک زبردست تقریر کی جس میں ترک موالات کا اعلان کرتے ہوئے مہاتما گاندھی کی اس تحریک کی تائید کی۔ اور اسکی پیروی پر زور دیا۔

اس تقریر اور اس پمفلٹ اور علمائے جامع ازہر کے پیغام سے قاہرہ اور گرد و نواح میں بڑا جوش پھیلا۔ چنانچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۱ء کو جب کہ دن کی سپیدی نے رات کی تاریکی کو ابھی اپنا چارج نہیں دیا تھا۔ کہ ایک مغلوب الغضب ناعاقبت اندیش اسی ناجائز جوش میں آکر بے قابو ہو گیا۔ اور اس نے بازار میں چلتے ہوئے دو گورہ سپاہیوں پر گولی چلا دی۔ جن میں سے ایک تو اسی وقت مر گیا اور دوسرا دوسرے دن۔

لارڈ ایلن بائی۔ حکومت برطانیہ اور برطانوی فوجی افسر مہاتما گاندھی کی تحریک عدم تعاون اور اس کے خوفناک نتائج اور ہندوستان کی بے چینی کے حالات سے واقف تھے۔ انھوں نے سوچا کہ اگر اس شورش اور عدم

تعاون کی اس تحریک کو فوراً نہ دبا دیا گیا۔ تو مصر کا حال ہندوستان سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ اور حالت کو بہتر بنانے کے لیئے پھر کوئی سررشتہ تدبیر ہاتھ میں نہ آ سکے گا۔

زاغلول پاشا کی گرفتاری اور مارشل لا کا اعلان

لارڈ ایلن بائی نے اس جہالت کو رفع کرنے کے لیئے فوراً ہی مارشل لا جاری کر دیا۔ قاہرہ کے اندر اور باہر انگریزی فوج اور پولیس کی حکومت ہو گئی۔ چھاؤنی میں حکم دیدیا گیا۔ کہ توپ دغنے کے بعد کوئی شخص اپنے مکان سے باہر نہ نکلے۔ علاوہ ازیں اعلان کیا گیا۔ کہ اگر کہیں فساد یا بلوہ ہوا یا مال کو نقصان پہنچا۔ تو فوج ان فسادات کا فوراً خاتمہ کرے گی۔

فوج کو اختیار دے دیا گیا کہ جب ضرورت ہو۔ بلا تامل گولی چلا دے مارشل لا کے ساتھ ہی قاہرہ اور اسکندریہ کے ان تمام اخبارات کی اشاعت بند کر دی گئی۔ جنہوں نے زاغلول پاشا کا پمفلٹ شائع کیا تھا۔

مارشل لا کے ماتحت فوجی حکام نے مصری قوم پرست لیڈر زاغلول پاشا اور ان کے آٹھ نامور ساتھیوں کے لیئے جن کے دستخطوں سے پمفلٹ شائع کیا گیا تھا۔ یہ حکم جاری کیا کہ وہ قاہرہ سے فوراً نکل جائیں۔ اور اپنے اپنے گاؤں میں جا کر مقیم ہو جائیں۔ اور بغیر اجازت وہاں سے باہر نہ نکلیں اور کسی پولیٹکل تحریک میں حصہ نہ لیں۔ زاغلول پاشا نے اس کے جواب میں لارڈ ایلن بائی کو لکھا صرف مصری قوم کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ مجھے اس مقدس کام کے جو اس نے میرے سپرد کیا ہے۔ ملتوی کرنے کا حکم دے۔

چنانچہ عدم تعاون کی تحریک پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے خود زاغلول پاشا نے سرکاری حکم کے ماننے سے انکار کر دیا۔

جب لوگوں کو خبر ہوئی کہ ان کے مقبول و محبوب لیڈر کیلئے نظر بندی کا حکم ہو گیا ہے۔ تو وہ پروانہ وار اُن کے مکان کے گرد جمع ہو گئے۔ اور اس زور سے زاغلول پاشا زندہ باد اور آزادیٔ مصر کے نعرے لگائے۔ کہ آسمان گونج اٹھا۔ پولیس ملکی ہو یا غیر ملکی چونکہ سرکاری نکتہ خیال سے وہ کام کرتی ہے اس لئے ایسے موقعہ پر وہ فوراً بھڑک اٹھتی ہے۔ چنانچہ پولیس نے فائر کئے دو آدمی مارے گئے۔ اور چھ زخمی ہو گئے۔ جب فوجی حکام کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو اُنہوں نے زاغلول پاشا کے مکان پر فوجی پہرہ لگا دیا۔ اور فیصلہ کر لیا کہ اُنہیں بزبردستی ان کے مکان پر پہنچا دیا جائیگا۔

چنانچہ ۲۳ دسمبر کو زاغلول پاشا کو گرفتار کر کے سویز میں پہنچا دیا گیا لارڈ ایلنبی نے زاغلول پاشا کی گرفتاری کے بعد مصر کے بنکوں ...... اور عام لوگوں کی اطلاع کے لئے یہ اعلان بھی جاری کر دیا کہ زاغلول پاشا اور ان کے ہمراہیوں کو ان کا روپیہ میری تحریری اجازت کے بغیر نہ دیا جائے زاغلول پاشا کے آٹھ ہمراہی بھی اسی دن گرفتار ہو گئے۔ پانچ تو سویز پہونچا دئے گئے۔ جنہوں نے اپنے گاؤں میں جانے سے انکار کر دیا تھا۔ باقیوں نے اپنے دیہات میں رہنا منظور کر لیا۔

زاغلول پاشا کی گرفتاری پر ہیجان

سکندریہ اور قاہرہ میں محترم مصری لیڈر کی گرفتاری نے بڑا اثر کیا۔ ہر جگہ اور ہر مقام پر لوگ ہزارہا کی تعداد میں جمع ہو جاتے تھے۔ اور پولیس ان کو بزور منتشر کر دیتی تھی۔ سکندریہ اور قاہرہ میں بازار بند ہو گئے۔ لوگوں نے غم و غصہ کے اظہار میں ہڑتال کر دی۔ ٹریم گاڑیاں چلنے سے رک گئیں سکندریہ کی مسجدوں میں اس قسم کے پرچے تقسیم کئے گئے۔ جن میں لوگوں کے جذبات کو برانگیختہ کیا گیا تھا اور آخر میں زاغلول پاشا کی سزا کے

الفاظ درج کیئے گئے تھے۔ جامع ازہر کے طلباء نے غیر معین عرصہ کے لئے ہڑتال کردی۔ علاوہ ازیں اکثر سکول بند ہو گئے۔ اکثر مقامات پر فسادات بھی ہوئے مگر فوج اور پولیس نے دو باتھ میں کئی مصری جان سے بھی مار دیئے گئے۔
زاغلول پاشا کی گرفتاری پر عدلی پاشا کی جماعت کو بھی حرکت ہوئی۔ اور اس نے وزیر اعظم انگلستان مسٹر لائڈ جارج کو بذریعہ تار زاغلول پاشا کی گرفتاری پر اپنی ناراضگی کے اظہار سے مطلع کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اخبار استقلال کی جو عدلی پاشا کا حامی تھا۔ اشاعت ملتوی کردی گئی۔

انگریزی فوج کی نقل و حرکت زاغلول پاشا کی گرفتاری کے بعد

زاغلول پاشا کی گرفتاری کے بعد دوسرے دن پاشا میں دو جنگی جہازوں کو مصر جانے کا حکم ملا۔ ۲۵ دسمبر کو پاشا کی دو رجمنٹوں کو حکم دیا گیا کہ تیار رہیں اور جب حکم ملے فوراً مصر کو روانہ ہو جائیں۔ ہوائی جہاز پرابر مندر گرد پائے نیل کے ارد گرد کئی دنوں تک گھومتے رہے۔ فوج اور پولیس نے مختلف مقامات پر فسادات روکنے یا مجمع کو منتشر کرنے کے لئے گولیاں چلائیں۔ جن میں کئی لوگ زخمی ہوئے۔ اور کئی بے چارے آزادیٔ ملک کی جد و جہد کی نذر ہو گئے۔

لارڈ النبائی کا پیام زاغلول پاشا کی بیگم کے نام

زاغلول پاشا کی گرفتاری کے بعد لارڈ ایلن بائی نے ذیل کا پیام سعد زاغلول پاشا کی بیگم کے نام بھیجا:۔
صاحب العصمت حرم سعد پاشا کو واضح ہو کہ سعد پاشا کو کسی ایسی جگہ لے جائیں گے۔ جہاں آب و ہوا مناسب ہوگی۔ اگر آپ بھی ان کے ساتھ رہنا چاہتی ہیں۔ تو آپ کو بہ آرام و آسائش ان کے ساتھ رہنے کی اجازت

ہے۔

بیگم زاغلول پاشا (صفیہ بیگم) نے جواب میں لکھا ہے میں نے اپنے شوہر کو خدائے بزرگ و برتر کے حوالے کر دیا ہے۔ میں اُن کے ساتھ جانا نہیں چاہتی۔ کیونکہ جو کام وہ چھوڑ گئے ہیں۔ وہ جاری رہنا چاہئے۔ اور میں اُس کو جاری رکھوں گی"

سعد زاغلول پاشا کی جلاوطنی سیلون میں

سویز میں زاغلول پاشا کو بڑی عزت سے رکھا گیا۔ بلکہ حکام نے انہیں ایک فوجی لنچ میں بھی شامل کیا۔ جتنے دن وہ سویز میں رہے۔ گولف کھیلا کرتے اور ایک فوجی افسر کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کیا کرتے تھے۔ ان کی اور ان کے ہمراہیوں کے وقار و احترام میں حکام نے کوئی فرق نہیں آنے دیا۔ ۲۷ یا ۲۸ دسمبر کی شب کو اُنہیں عدن لے گئے۔ جہاں سے ایک اور جہاز پر سوار کرا کے سیلون پہونچا دیا گیا۔

سیلون مصری جلاوطنوں کے قیام کی وجہ سے مصر میں خاص شہرت رکھتا ہے۔ مصر کا نامور محب الوطن عربی پاشا بھی جلاوطن ہو کر اسی شہر میں برسوں تک مقیم رہا ہے۔ اب زاغلول پاشا اور اس کی جماعت کے لئے بھی یہی شہر پسند کیا گیا۔

لیکن بغیر کسی ظاہری وجہ کے ان تمام جلاوطن مصریوں کو جنوری کے آخری ایام میں جزیرہ شیلز میں بھیجدیا گیا۔ جو افریقہ میں ہے۔ تا دم تحریر زاغلول پاشا اور ان کی جماعت شیلز ہی میں مقیم ہے۔

زاغلول پاشا کی اہلیہ حرمتی میں

مصر میں ۲۲ دسمبر کو ملکہ کے ممتاز لیڈر ان کے ساتھ جو سلوک ہوا۔

یعنی جبراح انیدنظر بند کیا گیا۔ اور جس سختی سے قاہرہ۔ سکندریہ۔ بندر سعید وغیرہ اہم مقامات میں مارشل لا کے احکام جاری کئے گئے۔ یہ تمام حالات ان قوم پرست مصریوں تک بھی جا پہونچے۔ جو مصر سے باہر اپنے وطن کی آزادی کے لئے جد و جہد کر رہے تھے۔ چنانچہ ۲۸ دسمبر کو برلن (جرمنی) میں کئی مصریوں نے انگریزی سفارت خانہ کے باہر جمع ہو کر مظاہرہ کیا اور انگلستان کو تباہ کر دو کے نعرے بلند کئے۔ اور زاغلول پاشا کے مطالبات کی تائید کی۔ اس نے ملک کا اصلی نمائندہ تصویر کیا اور اس کی آواز کو پرزور بنانے کے لئے چھوٹے چھوٹے رسالے مفت تقسیم کئے۔

مصر کی گورنمنٹ بغیر وزارت کے

لارڈ کرزن نے جو شرائط عدلی پاشا کے سامنے پیش کی تھیں۔ ان میں سے چند ایک ایسی تھیں۔ (جیسا کہ سابق ازیں بیان کیا جا چکا ہے) کہ وہ کسی صورت قابل تسلیم نہیں تھیں۔ بلکہ مصر کا پہلے کی نسبت زیادہ ذلیل غلام ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ ان باتوں سے عدلی پاشا کا دل ٹوٹ چکا تھا۔ واپس آتے ہی وزارت کی ذمہ داریوں سے اس نے سبکدوش ہونا چاہا اسی اثنا میں زاغلول پاشا کی جلاوطنی و نظربندی عمل میں آگئی۔ جس پر اس کی جماعت نے صدائے احتجاج بلند کی۔ اور اس کی مسلک کے حامی اخبار استقلال نے دھواں دھار مضامین لکھنے شروع کئے۔ جو انہی وجوہات سے کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

چنانچہ اس نے دستوری کی بالائی وزارت کا خار دار ہار گلے سے اتار دیا۔ لارڈ ایلین بائی نے اس پر ایک اعلان شائع کیا جس کے مطابق گورنمنٹ کے نائب وزیروں کو نئی وزارت مرتب ہونے تک وزیروں کے اختیارات دیئے گئے

ہائی کمشنر لارڈ ایلنبی اب اس تشویش میں تھے ۔ کہ وہ کسی مصری کو وزارت کا عہدہ قبول کرنے پر مائل کر کے گورنمنٹ کا بیرونی ڈھانچہ کسی نہ کسی طرح کھڑا کر سکیں ۔

مصری بنک اور زاغلول پاشا کا روپیہ

لارڈ ایلنبی بائی نے مصری بنکوں کے نام مارشل لا کے نفاذ اور زاغلول پاشا کی گرفتاری کے ساتھ ہی یہ حکم جاری کر دیا تھا ۔ کہ میری تحریری اجازت کے بغیر کوئی بنک زاغلول پاشا کا روپیہ اس کو نہ دے ۔

مصر کے اخبارات تو مارشل لا کی وجہ سے ایک سطر بھی گورنمنٹ کے خلاف نہ لکھ سکتے تھے ۔ البتہ بیرونی اخبارات نے یہ اعتراضات کئے اور بجا کئے کہ اس حکم کے صاف معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص بنک میں روپیہ رکھتا ہے اور اس کے بعد وہ قومی کام کرتا ہے ۔ تو ہر وقت اس کا روپیہ غیر محفوظ ہے ۔

مصریوں نے زبان سے تو اس حکم کا کوئی جواب دیا ۔ مگر اپنے طرز عمل سے اس غیر معمولی حرکت کا بہت معقول جواب دیا ۔ یعنی بہت سے پرائیویٹ اشخاص نے انگریزی بنکوں سے اپنے روپے نکلوانے شروع کر دیئے ۔

مصریوں کی یہ حمیت قومی بیکار نہ گئی ۔ ۱۳ر جنوری ۱۹۲۲ء کو لارڈ ایلنبی بائی کو آخر اپنا ما نفذ حکم منسوخ کر کے بنکوں کے نام یہ جدید حکم لکھنا پڑا کہ آیندہ زاغلول پاشا اور اُن کے ساتھیوں کے جمع کردہ روپیہ کی پابندیاں دُور کی جاتی ہیں ۔

زاغلول پاشا کے مطالبات کی تائید انگلستان میں

۱ ۔ ایک آزاد خیال ممبر پارلیمنٹ کے خیالات

لارڈ ایلنبی بائی نے ۲۲ دسمبر سے جس تشدد و سختی کی پالیسی مصر میں شروع کی

اس سے تمام اہل مصر بے تاب ہو گئے ۔ مگر اس حکم کے سامنے کہ فوج جب چاہے حسب ضرورت گولی چلا سکتی ہے کسی مصری کو دم مارنے کی جرأت نہ تھی آخر لنڈن سے ڈاکس تما ایوان پارلیمنٹ تک۔ کمزور مصریوں کی آواز پہونچی ۔ اور ایک ہمدرد بنی نوع انسان مسٹر پارنس نام ممبر پارلیمنٹ مصر کی پولیٹکل حالت اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لئے خود مصر میں آئے ۔ دالیسی پر ویسٹ منسٹر گزٹ کے نمایندہ سے انھوں نے معاملات مصر پر جو گفتگو کی ۔ اس کا ضروری خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

مصر میں ۴۰ سال کی تحریک

اگر موجودہ جابرانہ پالیسی کو جاری رکھا گیا تو برٹش حکومت مشرق قریب میں بھی جلد او ر لازما آئرلینڈ کا سوال پیدا کرنے والی ہوگی ۔ مصر کے قوم پرستوں کی تحریک موسمی روئیدگی کی مانند نہیں ہے جیسا کہ اسے اخبارات میں ظاہر کیا جارہا ہے ۔ بلکہ وہ ۴۰ سال سے چلی آرہی ہے ۔ اس کے مولیدین بہترین قسم کے مصری مدبر ہیں ۔ جو ذمہ داری اور تہذیب کی پوزیشن رکھتے ہیں ۔ زاغلول پاشا کو مجنون بتلا کہکر اُن کی حقیقت کو بری غلط طرح ظاہر کیا گیا ہے ۔ بہترین معنی میں وہ کاروباری آدمی ہیں ۔ اور وہ وسیع تجربہ رکھتے ہیں ۔ وہ وکیل ہیں ۔ جج ہیں ۔ اور وزارت کے رُکن رہ چکے ہیں ۔ اور لازمی طور پر امن کے خواہاں ہیں ۔

زاغلول پاشا کی آواز مصر کی آواز

میں ۱۹۲۰ء میں کامل تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا تھا ۔ کہ ہر کھاتا پیتا مصری ایک قوم پرست ہے ۔ اور یہ کہ زاغلول پاشا کی آواز مصر کی آواز ہے ۔ ہم اس سال مصر میں یہ دیکھنے آئے ہیں ۔ کہ کیا یہ بات اب بھی درست ہے ۔ کہ قوم پرستی کی تحریک انتہا پسندوں کے ہاتھ ہی میں ہے ۔ اور یہ کہ زاغلول پاشا کی پشت پر صرف طلبا اور مصر کے معمولی

فسادی ہیں۔ مگر حالات کے مطالعہ کرنے کے بعد میں نہایت سنجیدگی کے ساتھ یہ کہتا ہوں۔ کہ جو پوزیشن سنگریا میں کوسیتھ کی یا اٹلی میں گیری بالڈی کی تھی۔ وہی آج مصر میں زاغلول پاشا کی ہے۔

ہم نے زاغلول پاشا کے ساتھ موٹروں اور ریلوں میں ہزارہا میل کا سفر کیا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ تمام ملک اس کی شخصیت سے متور ہو رہا ہے کسان روئی کے کھیتوں کو چھوڑ کر اس کے خیر مقدم کے لئے امڈ آئے ملک میں سب سے بڑے آدمی بھی اُسے اپنا لیڈر مانتے ہیں۔

مصری محبانِ وطن کی جماعت

زاغلول پاشا ایک ایسی پارٹی کا پاشا ہے جس میں مسلمان علمائے مصر کی سوسائٹی کے سربرآوردہ لوگ خاص کاروباری آدمی دولتمند زمیندار بڑے بڑے پیشہ ور شامل ہیں۔ یہ پارٹی تمام مصر کی نمایندہ پارٹی ہے۔ اس وقت بے جو زاغلول پاشا کے حمایتیوں میں سے ہے۔ اور جسے انگریزوں نے قاہرہ میں گرفتار کیا ہے۔ وہ مصر کے وکیلوں کا سرگروہ ہے۔ اور عاطف بے برکت جو گرفتار کیا گیا ہے۔ وہ محکمہ تعلیم میں اعلیٰ افسر ہے یہ لوگ مصر کے معمولی آدمی نہیں ہیں۔ جیسا کہ انگلستان کے اخبارات میں ظاہر کیا جا رہا ہے۔

قوم پرست لیڈر بڑے مستحکم ہیں۔ ان کی ملک میں بڑی جائداد ہے اگر ان کو اپنے لئے طرز حکومت مقرر کرنے دو۔ تو ایک پختہ حکومت یقیناً قائم ہو جائے گی۔

لارڈ کرزن کا سختی کرنے کا فیصلہ

لارڈ کرزن نے فیصلہ کیا ہے کہ قوم پرستی کی تحریک کو دبا دیا جائے۔ حکام کی کارروائی سے وہی نتیجہ پیدا ہو رہا ہے۔ جو آئرلینڈ میں ہوا تھا۔ لارڈ ایلن بائی نے حال میں جو چٹھی سلطان مصر کے نام لکھی ہے۔ اس میں

انتہا پسندوں کے ایجی ٹیشن کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے - کہ اسے ضرور دبا دینا چاہیئے - حال میں جو خبریں مصر سے موصول ہوئی ہیں - اُن سے ظاہر ہے کہ وہاں جابرانہ تدابیر کا آغاز ہو گیا - اور اسی پالیسی کی مصر میں ابتدا ہو رہی ہے - جس کے باعث آئرلینڈ میں شورش ہوئی تھی -

پالیسی میں فوری تبدیلی کی ضرورت

اگر ہم نے موجودہ جابرانہ تدابیر کو فوراً ہی نہ بدل دیا - تو وہاں ویسے ہی نتائج کا ظہور ہوگا - جو آئرلینڈ میں پیش آرہے ہیں - اور اس کا ہندوستان پر برا اثر پڑے گا - سلطنت کی آج سب سے بڑی ضرورت یہ ہے - کہ مشرق میں امن و امان ہو - آج ہمیں اس کا زریں موقعہ ہاتھ آیا ہے - کہ دنیا کی ایک بڑی مسلمان قوم کے ساتھ ہم خوشترین تعلقات قائم کر لیں - مصر میں اچھا سلوک کرنے سے ہندوستان پر بہت اچھا اثر پڑے گا - اہل مصر اپنے اوپر آپ حکومت کرنا چاہتے ہیں - مگر انگلستان کے ساتھ حد درجہ دوستی کا معاہدہ کرکے وہ چاہتے ہیں کہ انگریز مصر میں دوستوں کی حیثیت سے رہیں - نہ کہ حکمرانوں کی حیثیت سے - اور اہل مصر کے مہمانوں کی حیثیت سے نہ کہ اُن کے آقاوں کی حیثیت سے -

۲ - سر ولنٹائن چرول اور مسئلہ مصر

سر ولنٹائن چرول نے ان معاملات پر ایک مستقل کتاب شائع کرنے کے علاوہ بذریعہ اخبارات وقتاً فوقتاً اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے -

زاغلول پاشا کی گرفتاری و جلاوطنی اور مصر میں مارشل لا کے اجراء کے بعد اُنہوں نے پھر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ٹائمس میں ایک طویل مضمون لکھا جس میں زاغلول پاشا کے مطالبات کی تائید کی اور مصر میں فوجی حکومت کے خلاف اپنی رائے ظاہر کی - اور لکھا کہ اب جب کہ زاغلول پاشا کو قاہرہ سے فوجی حکام کے احکام کے مطابق جبراً باہر نکال

دیا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصر کی بے چینی کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ وہ مبالغہ آمیز نہیں ہے۔

قاہرہ فوجی سپاہیوں سے بھرا پڑا ہے۔ کثیر تعداد گرفتاریاں عمل میں آرہی ہیں۔ اخبارات بند کر دیئے گئے ہیں۔ بلوے ہو رہے ہیں۔ آتشزدگی کی وارداتوں سے کثیر تعداد جانوں کا نقصان ہو گیا ہے۔ یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ ہوائی جہاز کسی مجمع کو دیکھیں گے۔ تو اُسے منتشر کرنے کے لئے قتل کے گولے گرا دیں گے۔ اور کلدار توپوں سے آتش باری کریں گے۔" ان باتوں کے باوجود بھی ہم کو بتایا جائے گا۔ کہ مصر میں امن ہے۔ اور کوئی بے چینی نہیں ہے۔

" لارڈ ایلن بائی چونکہ ایک زبردست سپاہی ہیں۔ اس لئے مارشل لا کا اجرا اُن کی حکومت کا خاص حربہ ہے۔"

مارچ ۱۹۱۹ء کی کھلم کھلا بغاوت کو ہائی کمشنر نے بیشک فرو کرانے میں بڑی پھرتی اور طاقت سے کام لیا۔ مگر رشدی پاشا کو وزارت سے استعفا دینے پر مجبور کرنا اور مصر میں ہر قسم کی ہڑتالوں اور شورشوں کی موجودگی کا نظر آنا کیا واقعات پر پردہ ڈال سکتا ہے۔

ان لوگوں سے جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بہت جلد جوش میں آجاتے ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ تمام مشرق اور خصوصاً ممالک اسلامیہ میں عالمگیر بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ برداشت کی اُمید رکھنا بہت مشکل ہے۔

۳۔ اہل مصر سے برطانوی اخبارات کی ہمدردی

لنڈن ٹائمیز نے عدلی پاشا کے اکثر مطالبات کی پُرزور تائید کی اور برٹش گورنمنٹ کے اس مطالبہ کو کہ مصر میں انگریزی سپاہ بدستور سابق رہے گی غیر معقول قرار دیا۔ ٹائمیز نے یہ بھی لکھا کہ اس وقت جو گذشتہ کی بھلائیں اور

مصر میں پیدا ہو گئی ہے۔ اس کو مزید طوالت دینا مناسب نہیں۔ بلکہ بعض اہم مسائل میں بہت جلد مصریوں کی تسکین کر دینی چاہیئے۔

ویسٹ منسٹر گزٹ نے لکھا۔ لارڈ کرزن نے نہایت ہی نامناسب اور اشتعال انگیز روش اختیار کر کے مصریوں کو جائز طور پر شکایات کا موقعہ دیا ہے۔

ڈیلی نیوز نے بھی مصر کے معاملہ میں برطانیہ کی پالیسی کا ذمہ دار لارڈ کرزن اور مسٹر چرچل ہی کو قرار دیا۔

اخبار ٹروتھ نے زاغلول پاشا کی گرفتاری کے بعد ایک مضمون اس موضوع پر کہ حالات مصر سے برطانیہ نے چالیس سال میں کیا سیکھا لکھتے ہوئے حسب ذیل الفاظ کا اظہار کیا۔ ہم نے مصر میں اپنے قدم جمانے کے لئے عربی پاشا اور اُن کے رفقائے کار کو لنکا بھیج دیا تھا۔ ہم نے اس سال مصر کے احرار کو جو عربی پاشا کے جانشین ہیں۔ اس قسم کے جزیرہ میں بھیجکر کرسمس کا تہوار منایا ہے مسٹر چرچل صلح اور خیر سگالی کے حامی ہیں۔ مگر یہ ایں ہمہ وہ جبر و طاقت کی نمائش کو اپنی کامیابی کا واحد علاج تصور کر رہے ہیں۔ آئرلینڈ مغرب میں واقع ہے۔ مصر مشرق میں۔ فطرت انسانی طول البلد سے منقسم ہے۔ میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ چالیس سال میں مصریوں نے کچھ فراموش نہیں کیا۔ اور برطانیہ کے ماہرین سیاست نے کچھ سیکھا نہیں۔ ایسے حالات میں اگر تاریخ اپنا اعادہ نہ کرے تو کیا کرے۔

بیگم زاغلول پاشا اور تحریک عدم تعاون

زاغلول پاشا کی گرفتاری کے بعد مصر میں جو کچھ ہوا اور برطانوی آزاد خیال مدبرین نے لارڈ کرزن اور لارڈ ایلن بائی کے متعلق اپنے جن خیالات کا

اظہار کیا وہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ آپ نے یہ بھی پڑھا ہوگا کہ جب لارڈ ایلن بائی نے بیگم زاغلول پاشا د صفیہ بیگم، کو "انتہائی رحم وکرم کے ساتھ" زاغلول پاشا کے پاس رہنے کی اجازت دی۔ تو اُس نے کس بے اعتنائی سے مصر کے ہائی کمشنر کے اس پیغام کو ٹھکرا دیا تھا۔ بلکہ صاف الفاظ میں اس کام کو جاری رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ جو ان کا محترم خاوند اپنی نظربندی سے پہلے اپنے ملک کی آزادی کے لئے کر رہا تھا۔

چنانچہ صفیہ بیگم نے ۲۱ر دسمبر ۱۹۲۱ء کو انگریزوں سے عدم تعاون کرنے کے لئے ایک پیغام اہل مصر کے نام شائع کیا۔ جس کے دردناک۔ حریت آموز۔ ولولہ انگیز اور جرأت آفرین الفاظ نے جوانوں۔ بچوں۔ بوڑھوں اور طالب علموں پر اثر کرنے کے علاوہ طبقہ نسوان میں بھی آزادئی ملک کی ایک لہر پیدا کر دی۔ یہ پیغام ہندوستانی قوم پرستوں کے پیغامات سے ملتا جلتا ہے۔ جو ترک موالات کی تعلیم کے ساتھ فتنہ وفساد سے باز رہنے کی ہدایات بھی دیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ پیغام اپنے اصل الفاظ میں ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

جب میں نے دیکھا کہ فوج نے میرے گھر کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ باغ لشکر سے بھر گیا۔ اور زاغلول پاشا کو گرفتار کر لیا گیا۔ تو میرا دل بھر آیا۔ اور میں نے بھی انہیں کے طرز عمل پر کاربند ہونا چاہئے لیکن جب مجھے اپنے آپکو اپنے گرد وپیش کے واقعات سے دست وگریبان پایا۔ تو میرے دل میں حب وطن اور احساس ملت نے جوش مارا میں نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ میں آپ سے اس نازک وقت میں جدا نہیں ہو سکتی۔ اور میرا فرض ہے۔ کہ آپ کے مصائب وآلام میں ہاتھ بٹاؤں۔

سعد زاغلول پاشا کو میری خدمات کی اشد ضرورت تھی۔ اور وہ اس وقت تو خاصکر میری رفاقت کے محتاج تھے۔ لیکن وہ میرے طرز عمل سے

خوش ہیں۔ ان کے اسی ایثار سے ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے وطن کے ساتھ تمام علیش و آرام کو خیر باد کہدیا ہے۔

میرے نیک بچو! دُنیا کو دکھا دو۔ کہ تم وطن کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔ اگر ایثار نہ کرو گے۔ تو دشمن کو کیسے معلوم ہو گا۔ کہ تم ذلت و غلامی کی زندگی کو موت پر ترجیح دیتے ہو۔ وطن کو تمہاری قربانیوں کی ضرورت ہے۔ وطن اس بات کا ہرگز متقاضی نہیں۔ کہ تم اپنی قوتوں کو پریشان کردو وطن تم سے صاحب ہمت و عظمت ہونے کا خواہشمند ہے۔ وطن تم سے یک دل و یک جان ہونے کا خواستگار ہے۔ وطن تم سے رشتۂ اخوت میں منسلک ہونے کا طلبگار ہے۔

صفیں درست کرلو۔ اپنے دلوں کی تعظیم کرو اور متحد ہو کر انگریزوں سے علیحدہ ہو جاؤ۔ انہیں کسی قسم کی مدد نہ دو۔ اور ان سے کوئی سروکار نہ رکھو۔ حتیٰ کہ وہ ہمارے ملک میں تن تنہا جزیرہ کی مانند ہو جائیں۔ جسے ان کے مظالم کا سمندر احاطہ کئے ہوئے ہو۔ اس مصائب و آلام کے زمانہ میں جس آواز کو میں خاص طور پر تمہارے کانوں تک پہنچانا چاہتی ہوں یہ ہے۔ کہ اپنے حق مہمان نوازی کو نہ بھولنا۔ اپنے مہمانوں کی جان و مال اور گھر بار کی حفاظت کرنا تمہارے لئے ایسے کام کا ارتکاب حرام ہے۔ جس سے فساد برپا ہونے کا احتمال ہو۔ اور تمہارے اور تمہارے مہمانوں کے درمیان کدورت کی خلیج روز بروز وسیع ہوتی جائے۔

کیا باشندگان مصر میں شجاعت ہے۔ اگر ایک کروڑ چالیس لاکھ آبادی یک جان و ایک قالب ہو جائے۔ ایک ارادہ کی مالک ہو اور متفقہ طور پر حُب وطن و خواہش عمل پر تل جائے۔ تو سمجھ لو کہ آزادی حاصل ہو گئی۔

میں چاہتی ہوں کہ ہر مصری مرد ہو یا عورت صبح کے وقت سعد زاغلول اور ان کے رفقائے جلاوطن کے لئے دعا کیا کرے۔ اور خدائے قادر سے

وسہت بدعا ہو کہ یا خدایا ہمارے عزیز رہنماؤں کو وطن میں اس حال میں واپس لا جبکہ وطن آزادی و خود مختاری کے چمکتے ہوئے آفتاب کی ضیا دیں درخشاں اور تازاں ہو۔

صفیہ زاغلول ۳۱ دسمبر ۱۹۲۱ء

بیگم زاغلول پاشا اور مصری خواتین

زاغلول پاشا کے بعد جب ملک اور محبان وطن بھی بکثرت گرفتار ہو گئے تو بیگم زاغلول پاشا نے اپنے جانباز خاوند کی جگہ اپنے آپ کو پیش کیا۔ اور جنس لطیف کی تمام نازک ترذمہ داریوں کو بالائے طاق رکھ کر عورتوں میں قومی تحریک کی جد و جہد شروع کی گلی گلی کوچہ کوچہ میں آزادیٔ مصر کے نعرے بلند ہونے لگے۔ تحریک قطع تعلق کے لیکچروں نے عورتوں میں ایک روح پھونک دی۔ زاغلول پاشا کی گرفتاری اور جلاوطنی کے بعد اُن کی محترمہ بیگم نے پورے عزم و استقلال کے ساتھ قومی تحریکات کو جاری رکھا۔ یہ یقین کرنے کے قرائن موجود ہیں۔ کہ بیگم زاغلول پاشا اپنی مساعی جمیلہ میں بڑی حد تک کامیاب ہو رہی ہیں۔ اس کا بدیہی ثبوت یہ ہے۔ کہ مصر میں مرد لیڈروں کی گرفتاریوں کے بعد جو جگہ خالی ہو رہی ہے۔ اُس کو محبِ وطن خواتین پر کر رہی ہیں۔ اور سمجھ لینا چاہیے کہ جب کسی ملک کی خواتین کے دل و دماغ میں اس قسم کے خیالات و جذبات پیدا ہو جائیں۔ تو وہ ملک زیادہ عرصہ تک غلامی کی زنجیروں میں قید نہیں رکھا جا سکتا۔

یکم فروری ۱۹۲۲ء کے ٹائمز لنڈن میں بیگم زاغلول پاشا کے متعلق لکھا گیا۔ کہ مصری خواتین پر ان کا بڑا اثر ہے۔ جس طرح خدیجۃ الکبریٰ کا لقب ام المومنین ہے۔ اسی طرح زاغلول پاشا کی بیگم کو "ام المصریین" کہا جاتا ہے بیگم زاغلول پاشا نے تمام ملک کی خواتین کو مصر کی جدید تیاری میں

حصہ لینے کی جو دعوت دی تھی۔ عورتوں نے اس پر پورا پورا عمل کیا ہے۔ اور وہ تحریر و تقریر کے ذریعے مصر کے مستقبل کے متعلق اپنے دلولہ انگیز خیالات کا اظہار کرتی رہتی ہیں۔

مضمون کے آخر میں ٹائیمز نے معاملات مصر کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے "نہایت افسوس کی بات ہے کہ گفت و شنید میں اس وقت تعویق ڈالی گئی ہے۔ جبکہ ترکی اور ہندوستان کے مسلمان برطانیہ سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔ افغانستان اور دیگر ممالک اسلامیہ کا ذکر تو خارج از بحث ہے"

مصری حامیان ترک موالات کی رہائی

۲۲ دسمبر ۱۹۲۱ء کو زاغلول پاشا کے ساتھ اُن کے جو آٹھ اور ہمراہی گرفتار کئے گئے تھے۔ جنہوں نے ترک موالات کے اعلان پر دستخط کئے ہوئے ۹ جنوری ۱۹۲۲ء کو انہیں رہا کر دیا گیا۔ اور سکندریہ اور قاہرہ کے جن اخبارات کی اشاعت اس اعلان کے شائع کرنے کی وجہ سے بند کر دی گئی تھی۔ ان کو از سر نو شائع ہونے کی اجازت دیدی گئی۔ بقول شاعر ؎

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

مصر میں وزیر ثروت پاشا کے قتل کی سازش

لارڈ ایلن بائی نے عدلی پاشا کے بعد نائب وزیروں کو وزیروں کے اختیارات دے دئیے تھے۔ لیکن حالات اس قسم کے نازک بلکہ نازک تر ہو رہے تھے۔ کہ جب تک ایک مستقل اور ذمہ دار وزیر نہ ہو۔ ان سے عہدہ برآ ہونا مشکل تھا۔

برطانوی حکام نے ثروت پاشا سے جو مصر کے ایک اعتدال پسند مدبر

ہیں۔ اور مصر میں وزیر اعظم بھی رہ چکے ہیں۔ عہدہ وزارت کی قبولیت کے لئے سلسلہ گفت و شنید شروع کر دیا تھا۔

جس طرح ہندوستان میں مہاتما گاندھی اور دوسرے ملکی لیڈروں کے اس اعلان کے باوجود کہ عدم تشدد کے ساتھ ترک موالات کا سلسلہ جاری رہے۔ اور کوئی فساد اور شورش نہ ہو۔ مدراس۔ بمبئی اور چوراچوری (گورکھپور) وغیرہ مقامات میں اس قدر فساد اور بلوے ہوئے۔ کہ خود ملکی لیڈروں کو اس پر اظہار افسوس و ندامت کرنا پڑا۔

اسی طرح مصر میں بھی ایک جماعت ہے۔ جو زاغلول پاشا اور دیگر ملکی رہنماؤں کی تعلیم و ہدایات کے خلاف خفیہ سازشوں اور بموں اور پستولوں سے کام لے کر شرفائے ملک اور اعلیٰ عہدہ داروں کو ڈرانے دھمکانے اور انکی ہلاکت کی تدابیر سوچتی رہتی ہے۔

یہ جماعت نئی وزارت کے مرتب کئے جانے کے خلاف تھی۔ چنانچہ جب اس کو معلوم ہوا کہ سابق وزیر ثروت پاشا کے کندھوں پر بار وزارت ڈالنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ تو انہوں نے اس کو قتل کرنے کے منصوبے سوچنے شروع کر دیئے۔ ابھی ان کی تدابیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہونچی تھیں۔ کہ پولیس کو اس سازش کا بر وقت علم ہو گیا۔ اور گرفتاریوں کے علاوہ کچھ بم اور پستول بھی پکڑے گئے۔

یہ واقعہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۲ء کا ہے ۳ جنوری تک اس سازش کے ضمن میں ۱۲ گرفتاریاں ہو چکی تھیں۔

مصر میں برطانوی پالیسی کا اعلان

اس قسم کے ہیبت ناک واقعات نے محکمہ خارجہ انگلستان (لارڈ کرزن) کو مجبور کیا۔ کہ وہ مصر میں برطانوی پالیسی کا اعلان کرے۔ اور اس اعلان کے

ذریعہ ان افواہوں کی تردید کرے۔ جن پر یقین کرنے سے عوام بھڑک اُٹھتے ہیں۔ اور اُن کے جذبات میں ہیجان عظیم پیدا ہو جاتا ہے۔

محکمہ خارجہ نے اپنی پالیسی کا اعلان ایک شائع شدہ کمیونک کے ذریعہ کیا جس میں تمام افواہوں کو بے بنیاد قرار دے کر بتایا کہ عدلی پاشا کے وفد کے زمانہ سے برطانوی پالیسی مندرجہ ذیل اصولوں پر مبنی رہی ہے۔

شورش وہنگامہ سے وہ مغلوب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ملک معظم کی گورنمنٹ نے صاف طور پر اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے کہ

۱۔ پارلیمنٹ کو مدعو کرے۔ کہ مصر میں "برطانوی حفاظت" جس کا ۱۹۱۴ء میں اعلان کیا گیا تھا۔ اُٹھالی جائے۔

۲۔ مصر کو ایک شاہی حکومت تسلیم کر لیا جائے۔

۳۔ برطانیہ مصری پارلیمنٹ کے نظام ترکیبی پر رضامند ہو جائے۔

۴۔ معاملات خارجہ کے لئے ایک مصری وزیر کا تقرر ہو۔

لیکن مندرجہ بالا باتیں اسی وقت پوری ہو سکتی ہیں۔ جب مندرجہ ذیل شرائط پوری کی جائیں۔ کیونکہ سلطنت برطانیہ اور خود مصر کے مفاد کے لئے ایسا ہونا ضروری ہے۔ یعنی اس بات کی مکمل اور باضابطہ گارنٹی ہو کہ

۱۔ سلسلۂ رسل و رسائل کی حفاظت کا پورا یقین ہو جائے۔

۲۔ برطانیۂ عظمیٰ کو اس کا استحقاق حاصل ہو گا۔ کہ وہ مصر کی غیر ملکی رعایا کے حقوق کی حفاظت کرے۔

۳۔ مصر غیر ملکی مداخلت اور حملوں سے بچایا جائے۔

ثروت پاشا کی شرائط عہدۂ وزارت کے لئے

ثروت پاشا پر جبکہ لارڈ ایلنبائی مصر کی وزارت دینا چاہتے تھے۔ قوم پرستوں کی انتہا پسند پارٹی کو اعتماد نہ تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ثروت پاشا کسی اور قوم پرست سے کم محب وطن نہ تھے۔

ان کی حب الوطنی اور قوم پرستی ان شرائط سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو عہدۂ وزارت قبول کرنے سے پیشتر انہوں نے بغرض منظوری پیش کی تھیں۔ اور جن کو مصر کے نامی اخبار "المقطم" نے حسب ذیل الفاظ میں لکھا تھا۔

۱۔ لارڈ کرزن وزیر خارجہ انگلستان نے آزادئ مصر کی جو مخالفت کی ہے اس کو نامنظور کیا جائے۔

۲۔ معاملات خارجہ کے لئے ایک وزیر مقرر کیا جائے جیسا سابق میں تھا۔

۳۔ مجلس قانون کا انعقاد ہو۔ جو منتخب شدہ اراکین پر مشتمل ہو۔ اور اس میں دو طبقے ہوں، طبقۂ اعلیٰ و طبقۂ ادنیٰ۔

۴۔ جہاں تک جلد ممکن ہو "برطانوی مشورہ" کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ لیکن جب تک گفتگو اور پیغامات باہمی کا سلسلہ قائم رہے تب تک صرف صیغہ جات عدالت و مالیہ میں برطانوی مشورہ برقرار رہے۔

۵۔ غیر ملکی حکام کی جگہ مصری حکام کا تقرر ہونا چاہئے۔ اور بہت جلد اس پر عمل درآمد کیا جائے۔

۶۔ برطانوی حفاظت مصر سے اٹھالی جائے۔ اور جدید پارلیمنٹ ایک وفد منتخب کرے۔ جو مسئلہ سوڈان اور فوجی گارنٹی کے متعلق برطانیۂ عظمیٰ سے گفتگو کرے۔

لارڈ ایلنبی کی انگلستان کو روانگی اور وہاں سے واپسی

حریت و آزادی اور حب الوطنی و قوم پرستی کی اُس آگ کو بجھانے کے لیئے جو زاغلول پاشا نے سارے مصر میں پیدا کر رکھی تھی۔ برطانیہ اور اُس کے قائم مقاموں نے حکمت عملیوں کے چھینٹوں سے تدبر کا پانی تو بہایا۔ مگر وہ آگ نہ بجھ سکی گو اکثر مرتبہ دب جاتی رہی۔ سلطان مصر کے نام مصر کو آزادی دینے کی چٹھی لکھی گئی۔ لارڈ ملنر کا وفد مصر میں آزادی دینے کے لیئے آیا۔ مصر میں برطانوی پالیسی کا اعلان بھی کیا گیا۔ اور ہر جگہ اور ہر موقعہ پر یہی کہا گیا کہ انگلستان مصر کو آزاد کرنے کے لیئے بالکل تیار ہے۔ لیکن چند شرطوں کے ساتھ۔ ان میں ہر شرط ایسی تھی کہ زاغلول پاشا کی جماعت جسکو اہل مصر اپنا صحیح نمائندہ تصور کرتے تھے اس کا استرداد اپنا فرض اوّل سمجھتی تھی۔

جب ثروت پاشا کے قتل کی سازش تک نوبت پہنچ گئی تو انگلستان کے محکمہ خارجہ نے لارڈ ایلنبائی ہائی کمشنر مصر کو انگلستان آنے کی دعوت دی تاکہ وزیر اعظم انگلستان کے ساتھ مل کر معاملات مصر کی گتھی کو سلجھایا جا سکے چنانچہ وہ ۲ فروری ۱۹۲۲ء کو مصر سے روانہ ہو گئے۔ بقول بعض اخبارات لنڈن لارڈ ایلن بائی کی یہ خواہش تھی۔ کہ مصر کے معاملہ میں آزاد خیالوں کی پالیسی پر عمل کیا جائے۔ اور معاملہ مصری قوم پرستوں کے خیالات کے مطابق طے کیا جائے۔

لیکن جب پارلیمنٹ میں لارڈ کی ہندوستان اور مصر کے معاملات پر بحث مباحثہ ہوا۔ تو لارڈ کرزن نے ہندوستان کی بے چینی ..... کو سختی سے دبانے کی تحریک پیش کرتے ہوئے مصر کے متعلق بھی بیان کیا کہ ہم اس میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں کرنا چاہتے۔ کئی سال مختلف گورنمنٹوں نے مصر میں ہماری ذمہ واریوں کو کم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان

کوششوں میں ان کو کامیابی نہیں ہوئی ۔ کیونکہ مصر میں جو چند ذمہ داریاں ہم پر عاید ہوتی ہیں ۔ ان میں بجائے خود مصر کا فائدہ متقاضی ہے ۔ اگر ہم مصر سے چلے آئے ۔ اور کوئی غیر طاقت وہاں داخل ہوگئی ۔ تو دو سال کے بعد پھر ہم کو مصر میں دخل دینا پڑے گا۔

لارڈ ایلن بائی مصریوں کی جد و جہد ۔ زاغلول پاشا کی زبردست شخصیت (ہر چند کہ وہ ان دنوں محبوس و مقید ہے) مصر کی بے چینی و ہنگامہ آرائی قوم پرست طبقہ کی جانبازانہ سرگرمیوں سے ذاتی طور پر واقف تھے ۔ اس لئے انہوں نے انگلستان کے مدبروں کو بھی پتہ کی باتیں بتادیں ۔ اور مصر کے قوم پرستوں کے ایک حصہ کو بھی بظاہر مصالحت پر آمادہ کر لیا ۔ لارڈ کرزن اور مسٹر چرچل نے آزادیٔ مصر کے مطالبہ میں مصری قوم پرستوں اور اُن کے محترم لیڈر زاغلول پاشا کو کچلنے کی جو پالیسی اختیار کی تھی ۔ اس کی ناکامی لارڈ ایلن بائی نے مدبرین برطانیہ پر اچھی طرح روشن کر دی ۔ اور انہیں جتا دیا کہ اگر برطانیہ مصر میں سابق قیصر جرمنی کے فولادی گھونسہ کی پالیسی اختیار کرے گا ۔ تو نہ صرف مصر بلکہ کل مشرق قریبہ و وسطیٰ میں برطانیہ کے مفاد و اقتدار کو سخت صدمہ پہونچے گا ۔ اس مآل اندیشی کا نتیجہ یہ ہوا ۔ کہ لارڈ کرزن ۔ لائڈ جارج (وزیر اعظم) اور لارڈ ایلن بائی نے باہمی گفت و شنید کے بعد ایک راہِ عمل کا قطعی طور پر فیصلہ کر لیا ۔ جس سے سیاسی حلقوں میں کسی قدر اطمینان پیدا ہونے کے آثار نظر آنے لگے ۔

ایسی ہی توقعات لے کر ڈیڑھ دو ہفتہ کے قیام کے بعد لارڈ ایلنبائی قاہرہ پہنچ گئے ۔ جہاں آپ کا پُر جوش استقبال ہوا ۔

آزادیٔ مصر کی نئی شرائط

لارڈ ایلنبی نے آتے ہی سب سے پہلے وزارتِ مصر کا تصفیہ کرنا چاہا ۔

ثروت پاشا سے گفت و شنید کی۔ جو اعتدال پسندوں کے سرگروہ تھے
اُنہوں نے جب وزارت قبول کر لی۔ اور اپنے حسبِ منشا اس میں وزیر
عدالت۔ وزیر جنگ۔ وزیر رسل و رسائل مقرر کر لئے۔ تو لارڈ ایلن بائی
نے آزادی مصر کی نئی تجاویز جو لنڈن سے ایک چٹھی بنام سلطان مصر" کی
صورت میں اپنے ہمراہ لائے تھے۔ سلطان مصر کے سامنے پیش کیں جو
حسب ذیل تھیں:-

۱۔ مصر پر برطانوی سیادت ختم کر دی جائے گی۔ اور مصر کی آزادی
کا اعلان کر دیا جائے گا۔

۲۔ جونہی کہ مصری گورنمنٹ قانونی معافی پاس کر دے گی۔ مارشل لاء
مجریہ ۲ر نومبر ۱۹۱۴ء واپس لے لیا جائے گا۔

۳۔ حسبِ ذیل معاملات برطانوی حکومت کی مرضی پر چھوڑ دیئے
جائیں گے۔ جب تک ان پر مصری اور برطانوی گورنمنٹ کے درمیان
معاہدہ ممکن نہ ہو۔

(ا) مصر میں سلطنت کے رسل و رسائل کا تحفظ۔

(ب) بیرونی مداخلت و جارحانہ کارروائی کے خلاف مصر کی
حفاظت خواہ وہ بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ۔

(ج) مصر میں غیر ملکی مفاد اور سوڈان میں قلیل التعداد اقوام کی حفاظت۔
ان شرائط کے ساتھ لارڈ ایلنبی نے سلطان مصر کو ایک چٹھی بھیجی۔
جس میں زیادہ تر اس خیال کو جو ماہ دسمبر میں ایک برطانوی نوٹ کے شائع
ہونے سے پیدا ہوا تھا۔ کہ برطانیہ مصری خواہشات کے متعلق اپنی فیاضانہ
پالیسی کو ترک کرنے والا ہے۔ دور کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس چٹھی
میں اس بات کا اعادہ کیا گیا۔ کہ امپیریل گورنمنٹ کی زبردست
خواہش ہے۔ کہ مصر کی حکومت مصریوں کے سپرد کر دی جائے۔ لیکن

ساتھ ہی اس بات پر اظہار افسوس کیا گیا۔ کہ مصری لوگ خود اپنے افعال سے اس نصب العین کے حصول میں جسے دونوں حکومتیں مشترکہ طور پر تکمیل تک پہنچانا چاہتی ہیں۔ تاخیر پیدا کر رہے ہیں۔ اس چٹھی میں یہ بھی لکھا گیا کہ ایک مصری وزارت خارجہ کے فوراً قائم کئے جانے کے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ آخر میں مصریوں سے یہ توقع کی گئی ہے کہ وہ ٹھیک طور پر برطانیہ کلاں کے ارادوں کی قدر کریں گے۔ اور محض جوش و جذبات سے ہی کام نہیں لیں گے۔

ان شرائط پر قوم پرست اخبارات کی رائے

بلاشبہ اس اعلان سے کہ برطانوی سیادت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور مصر ایک خود مختار سلطنت قرار دیا جائیگا۔ مصر کا مستقبل نہایت شاندار نظر آرہا تھا۔ لیکن جب قوم پرستوں کے نکتہ خیال سے ان قیود کو اس میں شامل کیا جائے۔ جن کے ساتھ یہ اعلان مشروط ہے۔ تو یہ خوشی اور مسرت آدھی بھی نہیں رہتی۔ چنانچہ مصر اور ہندوستان کے قوم پرست اسلامی اخبارات نے ان شرائط پر جو خیالات ظاہر کئے۔ ان سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ مارشل لا کی تنسیخ اس شرط پہ منظور کی جاتی ہے۔ کہ حکومت مصر قانون انڈیمنٹی پاس کرائے۔ اس قانون کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ بظاہر یہ کہ مصری ہنگاموں میں غیر ملکیوں کو جو نقصان پہونچتا ہے۔ اس کا تاوان ان کو مصریوں سے دلایا جائے۔ یا یہ کہ غیر ملکیوں کی سلامتی کا تمام مصریوں کو ذمہ دار قرار دیا جائے۔ ایک قوم پرست اخبار نے تو صاف طور پر لکھ دیا۔ کہ مصریوں کے لئے اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہو سکتی ہے کہ غیر ملکیوں کی وجہ سے اُن پہ ایک ایسے توہین آگین قانون کا بار ڈالا جائے۔

شرط سوم میں برطانیہ نے جن معاملات کو اپنی مرضی پر منحصر رکھا۔ وہ مصری آزادی کے لئے نہایت اہم ہیں۔ اس وقت تک مصر کے تصفیہ میں سب سے بڑی رکاوٹ برطانیہ کے یہ چند مطالبات رہے ہیں۔ جن پر اب بھی اس کو اصرار ہے۔ اور جنہیں وہ اپنی مرضی پر منحصر رکھنا چاہتی ہے۔ سلسلۂ آمد و رفت کی حفاظت۔ خارجی حملوں اور مداخلتوں کے مقابلہ میں مصر کی مدافعت۔ سوڈان میں قلیل التعداد آبادی کی محافظت ان باتوں کا تصفیہ کرنا مصر کا حق ہے نہ کہ برطانیہ کا۔ مصر مکمل آزادی و خود مختاری کا مطالبہ کر رہا ہے۔ نہ کہ مشروط آزادی کا۔

اہل مصر کی محبت ترکوں سے

مدت ہوئی ہندوستان کے نامور ڈرامہ نسٹ آغا حشر کاشمیری نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے ایک جلسہ میں "شکریۂ یورپ" کے نام سے ایک تڑپا دینے والی نظم پڑھی تھی۔ اس نظم کا ملخص یہ تھا۔ کہ یورپ نے ترکوں کے ساتھ جو ظلم و ستم روا رکھا ہے۔ اور یورپین سلطنتیں جس طرح آئے دن ٹرکی کو مختلف مصائب میں مبتلا رکھتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ مسلمانان عالم میں اتحاد اسلامی کی ایک لہر پیدا ہو گئی ہے اور ہر مسلمان خواہ وہ ہندوستان میں رہتا ہے یا مراکش میں۔ ترکوں کی ہمدردی اور خلافت کی عظمت و شوکت کی برقراری کے لئے بے چین نظر آتا ہے۔ یورپ نے گو ترکوں کے ساتھ بے حد ناانصافیاں کی ہیں اور وہ ہر ممکن کوشش سے یورپ سے ان کو نکالنے کے درپے ہے۔ تاہم مسلمانان عالم یورپ کے شکر گزار ہیں۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کو اس وقت یک جان دو قالب بنا دیا ہے۔

ٹرکی و خلافت کو مٹانے کے لئے جو چالیں یورپ چل رہا ہے۔

مصر بھی ان سے غافل نہ تھا۔

یہ درست ہے کہ اہل مصر ترکوں کو غیر ملکی سمجھتے رہے ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ وہ غیر ملکیوں پر اہل ملک کو زیادہ ترجیح دیتے تھے۔ مگر یہ غلط ہے کہ اُنہیں ترکوں سے محبت وہمدردی نہ تھی۔ چنانچہ جب پیرس میں زاغلول پاشا پر یہ اتہام لگایا گیا تھا۔ کہ وہ خلافت کے معاملہ اور ترکوں کی ہمدردی میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا۔ تو اُس نے فوراً اخبارات کے ذریعے اس اتہام کی تردید کردی تھی۔ اور واضح طور پر لکھا تھا۔ کہ "میرا مقصد سفر یورپ سے اس وقت صرف مصر کی آزادی ہے" مصر آزاد ہوگا تو خلافت اور ترکوں کی مدد بھی کرسکتا ہے۔ محکوم مصر۔ مظلوم مصر۔ مغلوب مصر۔ کمزور مصر اور غلام مصر جو اپنے آپ کو غیروں کے پنجہ سے آزاد نہیں کرا سکتا۔ وہ اوروں کی کیا مدد کرسکتا ہے۔

بعد کے واقعات نے زاغلول پاشا کے خیالات کی بالکل تصدیق کردی۔ چنانچہ مصر نے محکومی کی مجبوریوں کے باوجود سمرنا اور انگورہ کے لئے مختلف اوقات پر چندہ بھیجا۔ اور ٹرکی کے اقتدار اور خلافت کی بحالی کے لئے تحریر و تقریر کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور یہ سب کچھ "دشکریۂ یوروپ" کے طفیل تھا۔ مصر کے قوم پرست اور اعتدال پسند دونوں گروہ ٹرکی وخلافت کیلئے ہمیشہ بے چین پائے گئے۔ زاغلول پاشا کی سرگرمیوں نے اس بے چینی میں اور بھی تڑپ پیدا کردی۔ اس کے ثبوت میں کہ مصریوں کو ترکوں سے کس قدر محبت ہے۔ اور وہ خلافت کے لئے کیا درد اپنے سینہ میں رکھتے ہیں۔ لنڈن ٹائمز کے برطانوی نامہ نگار مقیم قاہرہ کے خیالات کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ہر ممکن احتیاط سے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ مشرق قریبہ کی مختلف اقوام میں قبل از جنگ جو علیحدگی قائم تھی۔ وہ اب یک جہتی کے

جذبات سے تبدیل ہو رہی ہے۔ ہندوستان۔ عراق۔ فلسطین۔ تمام ٹرکی اور ایشیائے کوچک میں نئے واقعات کے متعلق بہت دلچسپی لی جا رہی ہے۔ اور بالخصوص ٹرکی کو بہ نظر غور دیکھا جا رہا ہے۔

آج قومی و مذہبی اتحاد اس قدر مضبوط ہے۔ جتنا کہ کبھی (مسلمانوں میں پہلے) بیان کیا جاتا ہے۔ مصری ترکوں کے ساتھ بہت محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں۔ کہ ٹرکی و خلافت کا مستقبل نہ صرف عوام مصر بلکہ مصری جماعتوں کی تعداد کثیر کے نزدیک نہایت اہم ہے۔ اور ہماری گذشتہ بدعنوانیاں ہی مصری بے چینی کا سبب ہیں۔

یہ عام خیال ہے۔ کہ ٹرکی کے تجزیہ و انتقال خلافت کے لئے برطانیہ بہت کوشش کر رہا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر معاہدہ ٹرکی میں برطانیہ نے دوستی کا رویہ قائم رکھا۔ تو قیام امن کی صورت ہو سکتی ہے نامہ نگار مذکور آخر میں لکھتا ہے۔ کہ برطانیہ اگر ٹرکی سے دوستانہ رویہ قائم کرلے۔ تو اس کی یہ پالیسی مصر کو مزید مراعات دینے سے بھی قیام امن کے لئے زیادہ موثر ہو گی۔

مصر کا حقیقی لیڈر زاغلول پاشا

اس عنوان سے ایک تازہ انگریزی اخبار میں زاغلول پاشا کے متعلق ایک نہایت مضمون نظر سے گذرا ہے جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ مصر کا حقیقی لیڈر صرف زاغلول پاشا ہی ہے۔ اور مصر میں امن قائم رکھنے اور مصریوں کی بے چینی کو دور کرنے کا صرف یہی ایک ذریعہ ہے کہ زاغلول پاشا کے ساتھ ایک دوستانہ معاہدۂ صلح کیا جائے۔ اس مضمون کا ضروری حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

معاملات مصر کو دیکھ کر ہر شخص یہی کہے گا۔ کہ ان کی حالت بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ اور یہ کہ ان کا نتیجہ نہایت نقصان رساں ہو گا۔ لیکن ایک بات عیاں ہے کہ مصر میں قوم پرستی کی تحریک زیادہ تر مغربی تحریک کی حدت رکھتی ہے۔

خود مختاری کی حامی پارٹی

مصر میں صرف ایک ہی زبردست پارٹی ہے وہ پارٹی جو مصر کی خود مختاری کی حامی ہے۔ اور جس کا لیڈر زاغلول پاشا ہے۔ اس پارٹی کی ایک فی مروار کمیٹی ہے جس کے ہمراہ زاغلول پاشا انگلستان گیا تھا۔ جب عدلی پاشا نے زاغلول پاشا کے پروگرام کو تکمیل دینے کا وعدہ کیا تو اس پارٹی کے دو حصے ہو گئے۔ لیکن جب زاغلول پاشا کو جلا وطن کیا گیا۔ تو دونوں حصے متحد ہو گئے۔ اب بھی اس پارٹی میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو ابتدا میں شریک تھے۔ صرف دو تین اس سے نکل گئے ہیں۔

زاغلول پارٹی سے معاہدہ

برٹش سیاسی حالات کے زیر تحت اس پارٹی کو طاقت حاصل ہو گی۔ اور ریجیس لیٹلو اسمبلی کی کثرت رائے اس کی حمایت کرے گی۔ برطانیہ کے مدبروں کو اس سے اپنا تعلق قائم رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے ان کو یہ پتہ لگ جائے گا۔ کہ مصریوں سے کوئی سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ تو وہ اس پارٹی پر ضرور عاید ہونا چاہیئے۔ ورنہ سمجھوتہ کی قیمت اس کاغذ کی قیمت کے برابر بھی نہ ہو گی۔ جس پر اسے قلمبند کیا جائے۔ پارلیمنٹ کا اجلاس عنقریب ہونے والا ہے۔ اور جب تک کہ وہ ان باتوں کو منظور نہ کرے گی۔ جن کو وزراء انجام دیں گے۔ تب تک کسی معاہدہ کی تکمیل کی ضمانت ہی نہ ہو سکیگی۔

ایک بڑی حماقت

چونکہ پارلیمنٹ کی طرف سے کوئی رہنمائی نہیں کی جاتی اس لئے

ہمارے اہل مصر کی خواہش کچھ ہی ہو۔ مگر اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص بھی زاغلول پاشا کی پارٹی کے سوا جو آزادئی مصر کی حامی ہے۔ مصر کی نیابت کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اس نے تمام مصر کی طرف سے تحریریں حاصل کر کے ایک خاص درجہ اعتماد و طاقت کا حاصل کر لیا ہے لیکن یہ طاقت ہمارے نزدیک کچھ زیادہ وزندار نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمارے لئے وہ پارٹی وزندار ہونی چاہیئے۔ جو ابتداء میں مقرر کی گئی تھی۔ جو عملی پروپیگنڈا کو کام میں لا رہی ہو۔ جس کے ساتھ اہلِ مصر کی کثرت رائے ہو جس کا وجود ذاتی اغراض کے لئے نہیں۔ بلکہ دوسری اغراض کے لئے ظہور میں آیا ہو۔ اور جس کے افراد نے اپنے لنڈن۔ پیرس اور آکسفورڈ کے قیام میں ہمارے بعض سیاسی خیالات کو اپنے دماغ میں بھر لیا ہو۔ زاغلول کی پارٹی میں یہ وصف ہے۔ اس لئے یہ پرلے درجہ کی حماقت ہے۔ کہ یہ کہا جائے کہ زاغلول کا ملک میں کوئی رسوخ نہیں ہے۔ یا یہ کہ اس کی ذات فراموش کئے جانے کے قابل ہے۔

دوسرے لیڈروں کی حیثیت

دوسرے سیاسی لیڈروں مثلاً عدلی پاشا اور ثروت پاشا کے پس پشت کوئی باڈی نہیں ہے۔ یہ لوگ معمولی طور پر ایسے معزز لوگوں کی جماعتیں ہیں جن سے سرکاری عہدوں کی زینت ہیں اور جن سے سرکاری اغراض کے پورا کرنے میں نمایاں کام لئے جاتے ہیں۔ یہ لوگ سول سروس کے گروہ میں داخل ہیں۔ اور میرے خیال میں ہم برطانیہ والوں کی بعض مشکلات انہیں وجوہات سے ظہور میں آئی ہیں۔

معاہدہ کس سے کیا جائے

میں نے مصر کے موجودہ سوال پر برطانیہ والوں کے نقطہ خیال سے نظر ڈالی ہے۔ اور یہ فرض کر کے کہ ہم مصر پر اس طرح حکمرانی کرنا نہیں چاہتے

ہیں جس طرح کہ ہم نے ہندوستان پر یا تاج برطانیہ کی کسی نو آبادی پر حکومت کی ہے
ہم کو ایک معاہدہ کی ضرورت ہے اور یہ معاہدہ چاہے کسی قسم کا ہو۔ مگر اس کی
آخری منظوری مصر کی ایک نمایندہ جماعت سے کرائی جائے۔ جس کی نوعیت
مجلس قانون ساز کی ہو۔ اور جس میں مصر کے حقیقی نمایندے شامل ہوں ایسی
مجلس کا انتخاب نو رشوت اور نقصان رساں رسوخ کی بدولت بھی کرایا جاسکتا
ہے۔ اور اس غرض کے لئے قوم پرستوں کے آدمیوں اور ان کے دیگر ذرائع
کی بہ مارشل لا کے ذریعہ سے نگرانی بھی کی جاسکتی ہے۔ جس کا مصر میں آج
کل نفاذ ہے۔ یا یہ انتخاب اس طرح بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک پارٹی کو دبا
دیا جائے۔ اور دوسری پارٹی کو میدان عمل میں لایا جائے۔ اور اس غرض
کے لئے اخبارات پر احتساب کا طریقہ قائم کرنا پڑے گا۔ تاکہ وہ کوئی ایسا
بیان نہیں شائع نہ کرسکیں جو سنسنی خیز ہو۔ یا جو قوم پرستوں کے مفید مطلب ہو ایک
اور طریقہ بھی ہے۔ وہ آزادانہ بحث کا ہے جو ذمہ وار لیڈر آپس میں کرسکیں۔

تدبر اور دور اندیشی کا طریقہ

دونوں اول طریقوں میں سے تو ایک میں بھی یہ کشش نہیں۔ کہ وہ انگریزوں
کو اپنا گرویدہ کرسکے۔ ان طریقوں سے ہمارے یا مصر کے ساتھ کوئی انصاف
نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان سے مصریوں کی پبلک زندگی کے ساتھ بڑی بے انصافی
کی جاسکتی ہے۔ آخری طریقہ میں مشکلات پائی جاتی ہیں۔ اب زاغلول پاشا
ایسی حالت میں ہے۔ کہ اس سے کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ (یعنی وہ نظر بند ہے)
ہم اس کی پارٹی کو انتہا پسند بتاتے ہیں۔ اور اس کا اثر ہمارے دماغوں پر
فرضی دہشت انگیزی کی شکل میں پڑتا ہے۔ لیکن ہماری آزادی کی روایات
ہمیں تیسرے طریقہ پر کاربند ہونے کی ہدایت کرتی ہیں جس پر دور اندیشی
اور تدبر مبنی ہے۔ اس میں جو خطرات ہیں۔ وہ ایسے ہیں جن کو برداشت
کرنا چاہیئے۔ بشرطیکہ کامیابی کو مضبوط بنیاد پر قائم کیا جائے۔ جو قابل اور

عاقل شخص زاغلول پاشا کی جلاوطنی کا حکم منسوخ کر دے گا۔ وہ اس کے رسوخ کو تسلیم کرے گا۔ تب کہیں وہ ایسا سمجھوتہ کرنے کا اہل ہو گا۔ جو مصر کو ہمارا شکرگزار رفیق اور پختہ دوست بنا سکتا ہے۔

زاغلول پاشا اور تصفیہ مصر

ہر چند زاغلول پاشا اور اس کی جماعت کے سرکردہ لیڈروں کو نیند نظربند کر لیا گیا ہے۔ اور محکمہ خارجہ انگلستان نے زبردست الفاظ میں اس امر کا اعلان کر دیا ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ شورشوں اور ہنگاموں سے مغلوب و مرعوب نہیں ہو سکتی۔ اور ہر چند اس بات کا بھی بار بار اعادہ کیا گیا ہے۔ کہ برطانیہ مصر کے متعلق اپنی پالیسی میں تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور ہر چند کہ ان باتوں کو تقویت دینے کے لئے اعتدال پسندوں کی جماعت کو بھی اپنے ساتھ رکھا گیا ہے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے۔ کہ قوم پرستی اور حب الوطنی کی جو لہر زاغلول پاشا نے پیدا کر دی تھی۔ اس کو سختی۔ تشدد۔ مارشل لاء اور گرفتاری و نظربندی کے طوفان بھی بند نہ کر سکے۔

حب الوطنی کی یہ آگ اس قسم کی گلزار ابراہیمی ثابت ہو رہی تھی۔ کہ لوگ اس میں شوق سے داخل ہوتے تھے۔ اور ہر تکلیف اور مصیبت کو عین راحت تصور کرتے تھے۔

بیشک مصر میں بعض افسوسناک ہنگامے بھی ہوئے۔ آتش زدگیاں بھی ہوئیں گورے سپاہی اور انگریز افسران قاتلانہ حملوں کا شکار بھی ہوتے رہے۔ ملک کی شورش و بدامنی سے شرفائے ملک کو خطرہ بھی پیدا ہوا۔ اور بقول مدبرین انگلستان ایسے ہی افسوسناک واقعات نے آزادی مصر کے تصفیہ میں غیر معمولی تاخیر کر دی۔ لیکن باایں ہمہ اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ مصر کو جو کچھ ملا گو مصری قوم پرستوں کی آزادی کے اس اعلان سے ابھی تسلی

نہیں ہوتی، خواہ وہ تھوڑا ہے یا زیادہ ہے۔ وہ صرف زاغلول پاشا اور ان کی محب وطن جماعت کی اُس جانبازانہ سعی کار کا نتیجہ ہے۔ جو اپنی مادر وطن کی آزادی کے لئے انہوں نے شروع کی ہوئی ہے۔

لارڈ ایلنبی نے مصر کے واقعات اور اہل مصر کی خواہشات سے مجبور ہو کر نہ صرف اپنی رائے بدل لی۔ بلکہ وزارت برطانیہ کے بیشتر اراکین کو جو خود ان کی طرح آزادی مصر کو دبانے اور کچلنے میں اپنی کامیابی و طاقت کا اظہار کرتے تھے۔ اپنا ہم رائے بنالیا۔ اور اگر زیادہ نہیں تو کم از کم معتدل مصریوں کے مطالبات منظور کر لینے پر آمادہ کر لیا۔

لارڈ کرزن وزیر خارجہ تو آزادی مصر کا نام ہی سن کر بھڑک اٹھتے تھے وہ برطانوی سپاہ کا قیام نہ صرف نہر سویز کے لئے ضروری سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کی ایک یہ بھی تجویز تھی۔ کہ دریائے نیل کی مغربی جانب بھی برطانوی فوجوں کو قاہرہ سکندریہ اور مصر کے دیگر بڑے بڑے شہروں میں رکھا جائے جب مصر میں ہنگامہ آرائیاں شروع ہوگئیں۔ اور زاغلول پاشا کی تحریک گھروں۔ مجلسوں۔ گلی۔ کوچوں سے نکل کر مسجدوں میں نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ بلند ہونے لگی۔ تو لارڈ ایلنبی نے اس تجویز سے اختلاف کیا۔ اور جس میں نئی شرائط پیش کرتے ہوئے وزارت خارجہ نے یہ ترمیم کر دی۔ کہ لارڈ ملنر کی سابق تجویز کے مطابق صرف نہر سویز کی حفاظت کی غرض سے نہر ہی کے کنارہ (غالباً اس کے شرقی ساحل پر) فوجیں رکھی جائیں گی۔ یہ وہ ترمیم تھی۔ جو زاغلول پاشا نے مصری قوم پرستوں کی طرف سے لارڈ ملنر کے زمانہ میں کسی قدر ترمیم کے ساتھ منظور کر لی تھی۔ اس ترمیم کی تفصیل یہ ہے۔ کہ نہر سویز کی حفاظت بدستور سابق برطانوی فوجوں ہی کے سپرد رہے گی۔ البتہ یہ فوجیں خاص مصر میں نہ رہ سکیں گی۔ جہاں سے انہیں ہر وقت اندرون مصر کے معاملات میں جا و بے جا دخل اندازی کا موقعہ حاصل رہے گا۔

تصفیۂ مصر کے لئے ایک تجویز یہ تھی کہ مصر کے برطانوی افسروں کو ہٹا کر
ان کی بجائے مصریوں کا تقرر عمل میں آئے - لارڈ کرزن اس تجویز کے حق میں نہیں
تھے - انہوں نے اس میں یہ ترمیم پیش کی کہ انگریزی افسروں کو بتدریج ہٹا دیا
جائے - اور مصری وزارتوں میں بدستور سابق برطانوی مشیر رکھے جائیں
مصر کے مالی و انتظامی محکموں کا کام ہی جب تک خود اہل مصر میں کام کرنے
کی قابلیت پیدا نہ ہو جائے - انگریز افسروں کی نگرانی ہی میں رہیگا -

لارڈ کرزن کی اس تجویز و ترمیم سے قوم پرست مصریوں میں سخت ناراضگی
و برہمی پیدا ہوئی - یہاں تک کہ اکثر اعتدال پسند بھی زاغلول پاشا کے
ہم خیال ہو گئے -

آزادی مصر کی نئی شرائط پیش کرتے ہوئے اگر لارڈ کرزن کی تجاویز میں
کمی اور نرمی کر دی گئی ہے - اور اہل مصر کے مطالبات و توقعات کا کچھ لحاظ
کیا گیا ہے - تو وہ صرف زاغلول پاشا کے ایجی ٹیشن ہی کا نتیجہ ہے -

جب لارڈ ایلنبی کے انگلستان سے واپس آنے پر ثروت پاشا نے اپنی
وزارت مرتب کر لی - تو سلطان مصر نے ۱۲ مارچ کو ثروت پاشا سے کہا کہ
برطانیہ عظمیٰ کی سیادت ختم ہونے سے جو قومی کوششوں کا نتیجہ ہے مصریوں
کی محبوب ترین خواہشات پوری ہو رہی ہیں -

غرض مصر سے برطانوی سیادت کا بوریا بستر اٹھا دینے میں زاغلول پاشا
اور اس کے رفقائے کار کی سرفروشانہ حب الوطنی کو بہت بڑا دخل ہے -
اور اس لئے اب یہ کہنا بہت ہی دشوار ہے - کہ مصری قوم پرستوں کے
مسلمہ لیڈر زاغلول پاشا کی غیر موجودگی (نظر بندی) میں مصر کی عام رائے
کی آزادی مصر کی نئی تجاویز سے کہاں تک تشفی ہو سکے گی - یہ بھی یقینی ہے -
جیسا کہ خود ایک ولایتی اخبار نے تسلیم کیا ہے - کہ معتدل مصریوں سے معاہدہ
کر کے مسئلہ مصر کا کوئی قابل اطمینان اور مستقل فیصلہ کرنا برطانیہ کے لئے

قریباً ناممکن ہے۔ مصر میں اگر کوئی جماعت ایسی ہے جس سے برٹش گورنمنٹ کو دوستانہ معاہدہ کرنے کی ضرورت ہے۔ تو وہ صرف قوم پرست جماعت ہے البتہ یہ ضرور نہیں کہ مصریوں کی معتدل رائے کو بالکل بے وقعت سمجھ کر انکو صلح کی گفت وشنید میں شریک ہی نہ کیا جائے۔

برٹش گورنمنٹ کے مصالح زیادہ تر اسی امر کے مقتضی ہیں۔ کہ وہ مصر کے ساتھ معاہدہ کرنے میں ایسی وسیع الخیالی و فراخ دلی سے کام لے۔ کہ ملک میں اختلاف کبھی نہ ہو۔ اور خطرناک ایجی ٹیشن بھی پیدا نہ ہو۔

زاغلول پاشا کا اقتدار مصر میں

سیاسیات مصر پر تبصرہ کرتے ہوئے ۲۹ جنوری ۱۹۲۲ء کے سنڈے ٹائمز لنڈن میں ایک زبردست مصری اہل قلم مقیم انگلستان نے ایک طویل مضمون کے دوران میں لکھا ہے۔ جب تک زاغلول پاشا کی زبردست شخصیت کا ذکر نہ کیا جائے۔ سیاسیات مصر کا مضمون ہمیشہ نامکمل رہے گا۔ مضمون کی ابتدا ان سطور سے شروع ہوتی ہے :-

ا۔ مصر اور مفاد برطانیہ

مصر میں صورت حال گو بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ احرار مصر کا سب سے بڑا لیڈر اس وقت قید فرنگ میں ہے۔ اور گو بے شمار گرفتاریاں ہو چکی ہیں اور کئی مصری مارے بھی گئے ہیں۔ اور آئندہ بھی بہت سی گرفتاریوں کا احتمال ہے۔ مگر مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ اہل مصر جن میں خود زاغلول پاشا اور ان کے حامیان کار بھی شامل ہیں۔ برطانیہ کے دشمن نہیں ہیں۔ اور اہل برطانیہ میں بھی بہت لوگ خصوصاً آزاد خیال مصریوں سے ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں۔

صبح صادق سے بیشتر ایک تاریک ترین ساعت آتی ہے اس لئے

یہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ ساعت ظلمت کا ظہور ہے مستقبل قریب میں امید افزا
صورت حالات پیدا ہو جانے کی توقع ہے۔ برطانیہ کو اس بات پر اصرار ہے۔
کہ نہر سویز رسل و رسائل کے لئے اُن کے قبضہ میں رہے۔ اور مصر پر آورده
مصری خصوصاً خود زاغلول پاشا نے بھی صاف اور کھلے لفظوں میں اس
بات کا اقرار کر لیا ہے۔ کہ نہر سویز میں شہنشاہی سلسلہ رسل و رسائل کے
بیش قیمت مفاد مضمر ہیں۔

۲۔ مفاد باہمی

وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ برطانیہ اور مصر کے اقتصادی اور سیاسی مفاد
بخط متوازی واقع ہیں۔ اور کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جس کے مفاد مصری مفاد
کے ساتھ اس قدر مخلوط ہوں۔ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ مصر ہمدردی اور
امداد کے لئے کسی اور قوم کا دستگیر ہو۔ خود مختار مصر برطانیہ کا نہایت گہرا دوست
ہوگا۔ خود زاغلول پاشا نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ اسی لئے میں نے لارڈ ملنر
کے ساتھ گفتگو کرتے وقت نہر سویز کی محافظ فوج میں مصری فوج منضم کرنے
کا مشورہ دیا تھا۔ یہ اس لئے تھا کہ وہ متوقع تھا کہ اگر مصر پر کوئی غیر طاقت
حملہ آور ہو تو برطانیہ مصر کی مدد کرے گا۔ جیسا کہ اس نے مارچ ۱۹۲۱ء
کو مصر کی نمائندہ جماعتوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ برطانیہ کی
طرف دست اتحاد بڑھانے کو تیار ہے۔ اور باوجود ان تکالیف کے جو اس نے
اور اس کی جماعت نے برداشت کی ہیں۔ اس امر کے باور کرنے کی کوئی وجہ
نہیں ہے کہ وہ اب بھی ویسا ہی دوستانہ ہاتھ نہ بڑھائیگا۔

۳۔ زاغلول پاشا کی شخصیت

میں زاغلول پاشا کی شخصیت کو جانتا ہوں۔ اس کی شخصیت ایسی عظیم
الشان ہے کہ وہ مصری قوم پرستوں کے خیالات کے بموجب اپنے مفاد کے
بارہ میں یعنی انگلستان کے ساتھ آزادانہ اتحاد جو مصری خود داری کے

منافی نہ ہو قائم کرنے میں سب سے آگے ہے۔ اور ملک کی اس آواز کو لبیک کہنے کے لئے تیار اور اُس کے ارشادات کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہے۔

۴۔ برطانیہ کس بات پر زور دے رہا ہے؟

دو باتوں پر برطانیہ بہت زور دے رہا ہے یعنی نہر سویز کے راستے شہنشاہی رسل ورسائل دوسرے مصر کے متعلق بین الاقوامی مناقشات۔

بحیثیت مصری قوم پرست ہونے کے اسکی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم ان باتوں میں کیوں برطانیہ کے سخت ترین مطالبات پورے نہیں کر سکتے بشرطیکہ وہ ہم پر ویسا ہی کامل اعتماد رکھیں۔ جیسا کہ ہم ان پر رکھیں۔ کیونکہ اگر اتحاد مقصود ہے تو باہمی اعتماد لازمی ہے۔ اور اس بارہ میں قبل ازیں شک وشبہ کا ندارک کوئی ضمانت نہیں کر سکتی۔ خواہ وہ کتنی ہی مفصل کیوں نہ ہو۔

میں یقین کرتا ہوں کہ سرمایۂ گذشتہ سے ہم جن مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان کی وجہ یہ ہے کہ برطانوی حکام ہم پر کامل بھروسہ نہیں رکھتے۔ مصر اور انگلستان کی باہمی شکر رنجی اس وجہ سے نہیں ہے۔ کہ ان کے مفاد باہمی میں تصادم واقعہ ہو گیا ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ مناسب طرز عمل اختیار نہیں کیا گیا۔ جو جنگ کے زمانہ سے مصر کے واسطے ضروری تھا۔

۵۔ زاغلول پاشا کے بغیر تصفیہ ناممکن ہے

حقایق سے انکار محال ہے۔ زاغلول پاشا آج مصر کا لیڈر اور زعامۂ وحید ہے۔ جو کامیابی کے ساتھ مصری قوم پرستوں کو چلا سکتا ہے اور اگر اسے باہر نکال کر کسی قسم کے تصفیہ کی کوشش کی گئی۔ تو وہ لاکلام ناکام رہیگی۔ جب عدلی پاشا نے گذشتہ ماہ مارچ میں برطانیہ کے ساتھ گفت وشنید کرنے کی غرض سے عہدہ وزارت قبول کیا تھا۔ اُس وقت اُس نے اپنی تقریر وزارت میں اس حقیقت کو کھلم کھلا تسلیم کیا تھا۔ آج یہ امر ادر بھی واضح ہو گیا ہے کہ اگر برطانیہ مصر کے ساتھ کوئی قطعی فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ اور صرف کوئی

ایسا انتظام نہیں کرنا چاہتا جو امتداد زمانہ کی تاب نہ لاسکیگا۔ تو برطانیہ کو چاہیئے کہ وہ بھی اس بات کو تسلیم کرے۔ کہ صرف زاغلول ہی مصر کا حقیقی رہنما ہے آئرلینڈ کی مثال برطانیہ کے لئے چراغ راہِ ہدایت ہونی چاہیئے۔ اور مصر کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے زاغلول پاشا کو مصری گرفتہہ کی حیثیت میں قبول کرنا چاہیئے۔

۶۔ ہم زاغلول پاشا کے سوا کسی اور کو اپنا لیڈر تسلیم نہیں کرتے

اب ہماری لڑائی لفظ "آزادی" پر ہو رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مصر میں مختلف الآراء لوگ بستے ہیں۔ عدلی پاشا آگے سے زیادہ مقبول عام ہوگیا ہے کیونکہ وہ لارڈ کرزن کی تجاویز مسترد کرچکا ہے۔ زاغلول پاشا استقلال تام کا مطالبہ کرتا ہے۔ مصر میں عام نعرے یہی لگ رہے ہیں۔ کہ "لا رئیس الا السعد" (ہم زاغلول پاشا کے سوا کسی کو اپنا سردار نہیں مانتے)۔ اس کی جلاوطنی نے تحریک کو کمزور نہیں ہونے دیا۔ برخلاف اس کے مرکزی جمعیت بڑی سرگرمی سے کام کر رہی ہے اور ملک کے گاؤں گاؤں میں اپنا نظام پھیلا رہی ہے۔ شیخ محمد شاکر نے نہایت احتیاط کے ساتھ ایک حلف تیار کیا ہے۔ جو ہر مصری قبول کرے گا۔ اس میں لکھا ہے کہ ہر مصری اپنے ملک کے مفاد کی خاطر مسلسل کوشش کرتا رہے گا۔

زاغلول پاشا اور لارڈ کرومر

لارڈ کرومر مصر کے ہائی کمشنر تھے۔ زاغلول پاشا ان کے عہد حکومت میں وزیر تعلیمات تھا۔ جب لارڈ کرومر نے مصر کو چھوڑا ہے۔ تو انہوں نے روانگی سے پیشتر ایک الوداعی تقریر کے دوران میں سعد زاغلول پاشا کی قابلیت اس کے زبردست کیریکٹر اس کی عالمگیر شہرت اور اس کی لازوال مستقل مزاجی کے متعلق بیان کیا۔ "سعد زاغلول پاشا سے میری دیرینہ ملاقات نہیں مگر تھوڑے سے میل جول نے مجھ پر ثابت کردیا ہے۔ کہ مجھے ان کا احترام کرنا

چاہیئے۔ اگر یہ غلطی نہیں کرتا تو ان کے سامنے ایک ایسا مستقبل ہے۔ جو عام ملک کے لئے بڑا نافع ہوگا۔ کیونکہ خدمت وطن کے لئے جو صفات لازمی ہیں۔ وہ سب ان میں موجود ہیں۔ وہ صادق۔ شجاع۔ مستقل مزاج ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی طعن و تشنیع برداشت کر چکے ہیں۔ جو ان سے بہت کم رتبہ کے ہیں۔ ان اوصاف کا متصف اپنے مقصد میں کبھی ناکام نہیں رہتا۔"

مصر کی آزادی وخودمختاری کا اعلان

انگلستان اور مصر کے درمیان جو گفت و شنید ہوتی رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مصر آزاد و مختار ہو گیا ہے۔ چنانچہ فواد پاشا سلطان مصر نے اعلان کیا ہے۔ کہ "مصر آزاد ہو گیا ہے۔ اور ہماری دولت نے شاہ مصر کا لقب اختیار کر لیا ہے"۔

فرمانروایان مصر کا لقب سیادت ٹرکی کے زمانہ سے خدیو مصر چلا آتا ہے۔ آخری خدیو مصر عباس حلمی پاشا تھا۔ جو یورپ کی عالمگیر جنگ میں ٹرکی کا طرفدار ہونے کی وجہ سے کسی نامعلوم جگہ میں پناہ گزین ہے اس کے بعد انگریزوں نے مصر کو براہ راست اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور حسین پاشا کو جو سابق خدیو کے خاندان کا ایک شاہزادہ تھا۔ سلطان مصر کا خطاب دیکر تخت نشین کر دیا۔ اب اسی سلطان کے جانشین فواد پاشا کو شاہ مصر بنا کر اس بات کا اعلان کرا دیا گیا ہے۔ کہ مصر اب آزاد ہے۔ اور وہ کسی کے ماتحت نہیں لیکن مصر کن شرائط پر آزاد ہوا ہے۔ اور ایسی مگر انقیمت جو بہت سے خون خرابہ۔ بہت ہی شورشوں اور فسادوں اور بہت سے محبان وطن کی جلاوطنیوں اور قربانیوں کے بعد حاصل ہوئی ہے۔ یکایک مصر کو کس طرح مل گئی ہے۔ اس کی کچھ تفصیلات نہیں بتائی گئیں۔

شہنشاہ جارج پنجم نے شاہ فواد کو بذریعہ تار ایک تہنیت نامہ ارسال

کیا ہے جس میں یہ توقع ظاہر کی گئی ہے۔ کہ مصر شاہ فواد کی حکومت خود مختاری کے ثمرات سے لطف اندوز ہوگا۔ شاہ فواد نے بذریعہ تار یہی جواب دیا۔ کہ انہیں پورا یقین ہے کہ اس نئے دور میں دوستانہ تعلقات اور مکمل اتحاد مستحکم ہوگا اور اُن کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے۔ کہ مصر اور برطانیہ کے تعلقات قائم رہیں لارڈ کرزن وزیر خارجہ اور ثروت پاشا وزیر اعظم کے مابین بھی ٹیلی پیغامات کا تبادلہ ہوا ہے۔

جدید حکومت مصر کے رُو سے وائی کونٹ الینبائی کا عہدہ ہائی کمشنر تبدیل ہو کر مقدس اسامی "یعنی قائم مقام اعلیٰ قرار دیا جائیگا۔ ریذیڈنسی مصر نے ممالک غیر کے سفیروں سے استدعا کی ہے۔ کہ آئندہ وہ مصر کی وزارت خارجہ سے براہِ راست معاملہ کیا کریں۔ اسی آزادی کے سلسلہ میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ممالک مصر میں ہر سال ۱۵ر مارچ کو (جو مصر کی آزادی کی تاریخ ہے) ایک قومی تعطیل ہوا کرے گی۔

کیا مصر واقعی آزاد ہو گیا؟

"مصر آزاد ہو گیا" یہ خبر بڑی فرحت اثر ہے بشرطیکہ باطن میں بھی ایسی ہی حقیقی ہو جیسی کہ سطحی نظر سے دل خوش کن معلوم ہو رہی ہے۔ اگر مصر واقعی آزاد ہو گیا ہے تو آج اہل مصر سے زیادہ مستحق مبارک باد کون ہو سکتا ہے۔ مسائل خارجہ کے متعلق دول خارجہ اب مصر سے براہِ راست گفت و شنید کر سکتی ہیں۔ دیکھئے مصر کی خود مختاری کہاں تک بغیر کسی کے اثر یا دباؤ یا رسوخ کے ان مسائل کو طے کر سکتی ہے۔ اگر مصر آزاد و خود مختار ہے۔ تو کیا پیرس کی کانفرنس میں مساوی حیثیت سے وہ مدعو کیا جائیگا؟ مصر کا محل وقوع اور اس کی سیاسیات خارجہ کے تعلقات مشرقی اس امر کے متقاضی ہیں کہ مسائل شرقی کے حل میں اس کی آواز بھی بلند ہو جیسی کہ ایک آزاد

سلطنت کی ہونی چاہئے۔
جو آزادی ثروت پاشا کے سمجھوتہ سے ملی ہو ممکن ہے کہ قوم پرست مصری اس سے بہت کچھ اختلاف رائے رکھتے ہوں۔ اور شاید یہی وجہ ہو کہ جب ۱۴ مارچ ۱۹۲۲ء کو پارلیمنٹ انگلستان میں موجودہ جماعت الیبر پارٹی نے زاغلول پاشا کے جزائر سیچلز سے واپس مصر بلائے جانیکا مطالبہ کیا تو مسٹر چیمبرلین نے انکی رہائی و آزادی سے انکار کرتے ہوئے کہا زاغلول پاشا کے گذشتہ کارنامے اور اعمال درست نہیں رہے۔ انہوں نے عوام کی رائے کو خوفزدہ کر دیا تھا۔ اور ان کی جلا وطنی سے ملک کے ذی ہوش طبقوں نے راحت کی سانس لی ہے۔ وہ مصر واپس نہیں لائے جا سکتے۔ اس لئے کہ وہ مصر کے امن و امان کے لئے باعثِ خطر ہیں۔ اُن کی واپسی موجودہ موقعہ پر صلح کی اُن تمام اُمیدوں کا خاتمہ کر دے گی۔ جو اموز فرد اظہور میں آنیوالی ہیں۔
ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصری قوم پرست برطانیہ کی عطا کردہ آزادی سے مطمئن نہیں ہیں۔ بہرحال اعلان آزادی کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری تھا کہ تمام دُنیا خصوصاً عالم اسلام اور مشرق کی تسکین کے لئے شرائط آزادی کو بھی شائع کر دیا جاتا۔

آزادیٔ مصر کے اعلان کے بعد مصر میں فساد اور گرفتاریاں

ہم نے گذشتہ سطور میں بعنوان "کیا مصر واقعی آزاد ہو گیا؟" یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ جو آزادی مصر نے ثروت پاشا کے ذریعہ حاصل کی ہے۔ اور جو خودمختاری انگلستان نے لارڈ کرزن کے ذریعہ مصر کو عطا کی ہے معلوم ہوتا ہے مصری قوم پرست اس قسم کی آزادی سے مطمئن نہیں ہیں۔ ان سطور کی سیاہی ابھی خشک بھی نہیں ہوئی تھی۔ کہ مندرجہ ذیل تار اخبارات میں ہماری نظر سے گذرے "اسکندریہ ۲۲ مارچ) یوم آزادی کی تقریب پر محمد علی چوک میں جو زیبائش کی گئی تھی ہجوم نے وہاں داخل ہو کر اُسے توڑنا چاہا۔ اس پر۔

تین سو آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ اس فساد میں پولیس کے تین آدمی زخمی ہوئے"
"لنڈن ۲۲ر مارچ قاہرہ (دارالخلافہ مصر) میں طالب علموں نے جو مظاہرے کئے۔ ان میں فوجوں نے بھی ان سے رعایت برتی۔ اور ہجوم نے جن معزز اشخاص پر حملہ کیا تھا۔ ان کی امداد نہ کی۔ آخر فوج ہٹا کر وہاں پولیس بھیجی گئی۔ اور اس نے مجمع کو منتشر کر دیا۔"

مصر کی جدید آزاد حکومت نے اعلان کیا تھا۔ کہ آزادی مصر کی تقریب میں ۱۸ر مارچ ۱۹۲۲ء کو عباسیہ میں مصری فوج کا ریویو ہوگا۔ اور ۲۰ر مارچ کو عابدین پیلس میں شاہی استقبال کا جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ معلوم ہوتا ہے لنڈن اور سکندریہ کے تار انہیں تقریبوں کے فسادات کے متعلق ہیں۔

مصر کے محبوب و عزیز لیڈر جن میں سعد زاغلول پاشا سب سے نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ نظر بند ہو گئے۔ صدہا بلکہ ہزارہا فرزندان مصر جیل خانہ کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں حُب الوطنی کی سزا بھگت رہے ہیں کئی قیمتی جانیں گولیوں کا نشانہ ہو گئیں۔ صرف اس لئے کہ مصر غلامی کی زنجیروں سے نکل کر آزاد و خود مختار ہو جائے۔ اب انگلستان سے تار آتا ہے۔ کہ مصر کو ہم نے آزاد کر دیا ہے۔ مصر کا نام نہاد بادشاہ فواد پاشا بھی اعلان کرتا ہے۔ کہ مصر آزاد ہے اور بادولت نے لقب سلطان کے طرۂ افتخار میں اب لقب شاہ (کنگ) کے زرین تار کا اضافہ کر لیا ہے لیکن عجیب بات ہے۔ کہ آزاد مصر نہ زاغلول پاشا کو رہا کرا سکتا ہے جس کی حب الوطنی اور جاں فروشانہ جدوجہد نے فواد پاشا کو بادشاہ کا خطاب دلایا ہے۔ نہ آزادی کی شرائط سے تاحال کسی کو مطلع کیا گیا ہے نہ خود مصری ہی اس آزادی سے مطمئن و مسرور نظر آتے ہیں۔ اگر یہ حقیقی آزادی ہوتی تو اہل مصر ایسے ہی ناشکرگذار نہ تھے۔ کہ جس آزادی کے لئے انہوں

نے اپنی جانیں تک قربان کردیں۔ اُس آزادی کے مل جانے پر مظاہرے کرتے۔ اظہار نفرت کرتے اور اس قسم کے ہنگامے برپا کرتے جن سے یہ معلوم ہوتا کہ مصر کا ایجی ٹیشن بدستور جاری ہے۔

فرمانروائے مصر نے خدیو کا جامہ تبدیل کر کے سلطان کا لقب اختیار کیا لیکن کیا اس لقب سے اُسے حقیقی آزادی حاصل ہو گئی۔ اب اس نے بڑے فخر کے ساتھ اپنی شاہی کا اعلان کیا ہے۔ مگر ہم نہیں سمجھتے "سلطان" میں وہ کون سی بات نہیں ہے۔ جو اب "شاہ" میں ہوگی۔ کیا لفظ شاہ میں وہ آزادی پنہاں ہے جو سلطان کے لفظ میں نظر نہ آسکتی تھی۔ اگر یہی بات ہے۔ تو "شاہ حجاز" اور "شاہ عراق" کی نسبت کیا کہا جائے گا۔ جو باوجود "شاہ" ہونے کے محض مجبور ہیں۔ بات یہ ہے کہ شاہ ہو یا سلطان۔ خدیو ہو یا امیر۔ جب تک حقیقی آزادی حاصل نہ ہو۔ محض لفظوں کی تبدیلی بالکل بے معنی ہے"۔

زاغلول پاشا اور دیگر جلاوطنوں کی موجودہ حالت

ہر چند زاغلول پاشا اور اُن کے ہمراہی مصری جلاوطنوں کی رہائی سے انکار کر دیا گیا ہے۔ اور ہر چند مصر کے سب سے بڑے لیڈر کی نسبت جس کے متعلق مصر کے سابق ہائی کمشنر لارڈ کرومر نے لکھا ہے۔ کہ "وہ ایک قابلِ احترام ہستی ہے۔ اور ایک محب وطن کے لئے جو صفات لازمی ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں" مسٹر چیمبرلین نے ۱۴ مارچ ۱۹۲۲ء کے اجلاس پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا ہے۔ کہ "ان کے گزشتہ کارنامے اور اعمال درست نہیں تھے۔ اور ان کی ہستی امن مصر کے لئے باعث خطرہ ہے"۔ باوجود اس قسم کے خیالات کے جب ہوس آف کامنز (دارالعلوم) میں ایک آزاد خیال ممبر پارلیمنٹ نے معزز مصری جلاوطنوں

کی موجودہ حالت کے متعلق استفسار کیا۔ تو مسٹر ہمبیورتھ کو زاغلول پاشا کی زبردست شخصیت کا اعتراف کرنا پڑا۔ چنانچہ اس نے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا گورنر سیچلز (افریقہ کا جزیرہ جہاں زاغلول پاشا نظربند ہے) کو ہدایت کردی گئی ہے۔ کہ وہ مصری جلاوطنوں کے متعلق اس بات کو خوب ذہن نشین رکھے کہ یہ لوگ بڑے معزز اور بڑے پایہ کے ہیں۔ اور زاغلول پاشا (جو ان سب کا لیڈر رہے) وہ ایک ضعیف العمر آدمی ہے۔ اُس کی صحت بھی اچھی نہیں ہے۔ اس لیئے ان سب کے آرام کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ ان کے مکانات ہوادار ہونے چاہئیں۔ اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔

ہرچند یہ سب لوگ حُب الوطنی کے جرم میں نظربندی اور قید اور جلاوطنی کی سزائیں بھگت رہے ہیں۔ مگر ان کا دل ان کا ضمیر ان کا روح بالکل آزاد ہیں۔ اور ہمارا یہ یقین ہے۔ کہ مصر کو تھوڑی بہت جو رعایتیں مل رہی ہیں۔ وہ صرف انہیں فدا کارانِ ملت کی جانبازانہ کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اور جب مصر حقیقی طور پر آزاد ہوگا۔ تو آزاد مصر کی تاریخ میں

سعد زاغلول پاشا

کا نام سُنہری حروف میں لکھا جائے گا +

تمام شد

(اپریل ۱۹۲۲ء)

نادر و نایاب کتابیں

غازی انور پاشا کے حالات زندگی قیمت ڈیڑھ روپیہ عہ — **غازی مصطفےٰ کمال پاشا** کے حالات زندگی عہ

دولت عثمانیہ کے مسروقہ ہیرے اس میں یورپ کے جرائم پیشہ گروہ کی یا عیارانہ چالبازیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور ماہر و تجربہ کار سراغرسانوں کے طریق استخراج نتائج پر فلسفیانہ بحث کی گئی ہے۔ گویا سراغرسانی کا ایک سنسنی خیز اور مدلل ناول ہے۔ قیمت فی جلد صرف

اسرار مصر امراء مصر کی طرز معاشرت۔ میاں بیوی کی سچی اور بے انتہا محبت۔ حریفوں کی دراندازی۔ مکاری۔ عیاری اور جعلسازی۔ زر زمین زن کا معاملہ۔ نیکی اور بدی کا مقابلہ۔ قابل ملاحظہ ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ بارہ آنے

حجاج بن یوسف یا معرکہ حسن و عشق۔ زبیر محمد بن حنفیہ۔ کے حالات جو مسئلہ حق و خلافت پر ہوئے۔ قاتلان امام حسین سے انتقام لیا گیا۔ مکہ معظمہ کا محاصرہ۔ حجاج کی حرم محترم پر سنگباری حسن و سمیہ کی سچی محبت کی داستان اسلام کے نازک ترین زمانہ کے حالات صفحہ ۲۵۰ قیمت فی جلد عہ

احکام الرسول انتخاب احکام شریعت غرہ یعنی جناب سید نا سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی لاکھوں حدیثوں مندرجہ صحاح ستہ کا جو ہر ایک اسلام کے فرقہ کیلئے انگریزی کی کتاب سیئنگس آف محمد کا ترجمہ اردو زبان کا لباس پہنکر ناظرین کے پیش ہوتی ہے۔ بڑی بڑی احادیث کی کتابیں نہ پڑھ سکنے یا عدیم الفرصتی کے باعث میرے اسلامی بھائی اکثر اس نعمت کے باعث محروم رہتے ہیں۔ اس چھوٹی سی کتاب میں ۵۰۰ حدیثیں لکھی گئی ہیں یہ کتاب پاکٹ سائز ہے قیمت فی جلد ۵

ملنے کا پتہ۔ شیخ غلام علی شہید بیہ منیجر خواجہ بک ایجنسی حلقہ نمبر ۲۵ لاہور